Majallah-yi Talim o Tahqiq

مجلہ تعلیم و تحقیق

Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan

مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان

ISSN (P): 2618-1355, ISSN (Online): 2618-1363

Issue 3, Vol 6 ,July-September,2024

شمارہ ۳، جلد ۶، جولائی۔ستمبر، ۲۰۲۴

# دستور پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق اسلامی تناظر میں: تجزیاتی مطالعہ

## Rights of Minorities in Pakistan's Constitution from an Islamic Perspective: An Analytical Study

محمد ضمیر [1]

**Keywords**:
*Rights, Minorities, Constitution, An Analytical Study*

**Abstract:**
Islam respects the dignity and rights of everyone, including non-Muslim minorities, and gives them equal protection under the law in an Islamic state. This research explores the alignment between Pakistan's constitution and the Islamic framework for minority rights, investigating the protections and responsibilities the state offers. The primary objective of this research is to address misconceptions about minority rights in Pakistan and examine how Islamic teachings and constitutional provisions safeguard these rights. The study also analyzes the practices of the Prophet (PBUH) and the Caliphate to provide historical context for Pakistan's legal framework.

1۔ فاضل: جامعہ تعلیم القرآن سخاکوٹ

## تعارف

اسلام شرف انسانیت کا علمبر دار دین ہے ہر فرد سے حسن سلوک کی تعلیم دینے والے دین میں کوئی ایسا اصول یا ضابطہ روا نہیں جو شرف انسانیت کے منافی ہو۔ اسلامی ریاست میں اقلیتوں کو بھی ان تمام حقوق کا مستحق قرار دیا گیا ہے، جو ایک عام مسلم شہری کو دیے گئے ہیں۔ اسلام نے اقلیتوں کے مال وجان کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی ریاست پر ڈال دی ہے۔ اسلام نے بنیادی انسانی حقوق میں تمام انسانیت کو برابر قرار دیا۔ پاکستان نظریہ اسلام پر قائم ملک ہے اور پاکستان میں تمام قانون سازی بھی قرآن وحدیث کے مطابق کرنا آئین پاکستان کی رو سے لازم ہے۔ پاکستان کے آئین میں بھی اقلیتوں کے حقوق کا خیال رکھا گیا۔

آج کل مختلف اطراف سے یہ پروپیگنڈا کیا جارہا ہے کہ اسلام میں غیر مسلم اقلیتوں کو حقوق نہیں دے گئے اور پاکستان کے حوالہ سے بطور خاص کہہ دیا جاتا ہے کہ پاکستان میں غیر مسلم اقلیتیں محفوظ نہیں ان کو آئینی تحفظ حاصل نہیں یا انہیں دستور کی رو سے بنیادی حقوق کی ضمانت نہیں دی گئی ہے۔ حالانکہ یہ پروپیگنڈا مبنی بر حقیقت نہیں ہے۔ اس لئے اس بات کی محسوس کی جارہی ہے کہ حقائق کی روشنی میں دیکھا جائے کہ کیا اسلام میں غیر مسلم اقلیتوں کا تصور کیا ہے۔ انہیں کیا حقوق دئے گئے ہیں قرآن قرآن وسنت کی روشنی میں ان حقوق کا جائزہ لیا جائے مزید یہ کی عہد رسالت مآب ﷺ اور خلافت راشدہ کے زمانے میں غیر مسلم اقلیتوں کو دیے گئے حقوق کیا تھے۔ اور اسی تسلسل میں پھر پاکستان کی دستور اور قوانین کا بھی ایک حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے کی ان میں غیر مسلم اقلیتوں کو کتنے حقوق دیے گئے ہیں۔

**حق کے لغوی تعریف:** حق کا مادہ، ح، ق، ق ہے۔ لسان عرب میں حق کی وضاحت کچھ اس طرح کیا ہے۔ الحق نقيض الباطل وجمعه حقوق وحقاق حق باطل کی نقیض متضاد ہے۔ اس کی جمع حقوق اور حقاق آتی ہے

**اصطلاحی تعریف:** حقوق لفظ کی حق جمع ہے۔ اسلامی شریعت میں؛ قانونی حقوق، مطالبات، اوران کے متعلقہ واجبات کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ صاحب تفہیم القران مولانا مودودی نے حق کا اصطلاحی تعریف یوں کی ہے۔ حق باطل کی ضد ہے اور عام طور پر یہ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے ایک درست اور سچی بات جو عدل اور وانصاف کے مطابق ہو۔ خواعقیدہ ایمان سے تعلق رکھتی ہو یا دنیاوی معاملات سے۔ دوسرا یہ حق جس کا ادا کرنا انسان پر واجب ہو۔ خواہ وہ خدا کا حق ہو یا بندوں کا حق یا حقوق النفس سے تعلق رکھتا ہو،[2] حق کا معنی اصطلاح میں ڈاکٹر عبد السلام العبادی کے الفاظ میں یوں : اختصاص ثابت فى الشرع يقتضى سلطة او تكليفا لله على عباده او لشخص على غيره[3] شریعت میں ثابت شدہ اختصاص جو اللہ کی طرف سے بندوں ہر کوئی پابندی یا تکلیف کا تقاضا کرتا ہو۔ یا کسی شخص سے کسی دوسرے پر کوئی پابندی کا تقاضا کرتا ہو۔

## عہدِ رسالت مآب میں غیر مسلم شہریوں کا تحفظ

غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ جس انداز میں عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عہد خلفاے راشدین میں کیا گیا اس کی نظیر پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مواثیق، معاہدات اور فرامین کے ذریعے اس تحفظ کو آئینی اور قانونی حیثیت عطا فرمادی تھی. ذیل میں ہم اِس اَمر کا جائزہ لیں گے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاے راشدین کے ادوار میں غیر مسلم شہریوں کے جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کا انتظام کیسا تھا. ؟

---

[2] ۔ ابوالاعلی مودودی، تفہیم القرآن، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، ۲۰۲۰)۶:۴۵۳

[3] - وھبہ الزحیلی، الفقه الاسلامی و ادلته، (بیروت: دار الکتب العلمیه، ۲۰۰۷)، ۱:۱۰۲

**ا۔ عہدِ رسالت:** مشرکین مکہ، دوسرے غیر مسلم یا اپنے مخالفین کی کسی ناروا حرکت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی آپے سے باہر نہیں ہوئے۔ آپ نے کسی گالی کا جواب گالی سے نہیں دیا۔ کسی بدزبانی یا بے ہودہ الزام کے جواب میں آپ کی زبان مبارک سے ایک لفظ بھی شائستگی سے گراہوا نہیں نکلا۔ دشمنوں نے بارہا وہ حرکتیں کیں جو سخت دل آزار، توہین آمیز اور اشتعال انگیز تھیں۔ مگر آپ بڑی اعلیٰ ظرفی کے ساتھ ہر بات کو برداشت کرتے رہے اور برائی کا جواب برائی کی بجائے بھلائی سے دیتے رہے۔ مکہ مکرمہ کے طویل دورِ مصائب میں ایک بھی مثال ایسی نہیں ملتی جس میں تہذیب وشرافت کا دامن آپ کے ہاتھ سے چھوٹ گیا ہو۔ یہ وہ چیز تھی جو گردوپیش کے معاشروں میں آپ کا تعارف کراتی چلی گئی۔ مشرکین مکہ کا ظلم اور جبر یہاں تک پہنچا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت پر مجبور کیا؛ لیکن جب مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست بنی، تو فتح مکہ کے موقع پر آپ نے ان سب لوگوں کو معاف فرما دیا جنھوں نے آپ کو اذیتیں پہنچائی تھیں۔ ہبار نے آپ کی بیٹی حضرت زینب کو نیزہ سے زخمی کیا تھا اور وہ اس زخم سے فوت ہوگئی تھیں۔ جب وہ آپ کے سامنے آیا تو آپ نے اسے معاف فرما دیا۔ وحشی نے آپ کے چچا حضرت حمزہؓ کو قتل کیا تھا۔ وہ معافی کے لیے حاضر ہوا تو آپ نے اسے بھی معاف فرما دیا۔ فتح مکہ کے اس عالمگیر واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے سکھ اسکالر جی سنگھ دارالکھتا ہے: "سبحان اللہ! کیا ٹھکانہ ہے دریائے رحمت کی اس طغیانی کا، یہ دریا امڈا اور ہر غلاظت کو بہالے گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قتل کے قصد کرنے والوں کو، اپنے نور چشم کے قاتلوں کو، اپنے چچا کا کلیجہ کھانے والوں سب ہی کو معافی دے دی۔ دنیا کی تاریخ میں کبھی بھی قاتلوں کی معافی نہ سنی تھی۔[4]

**میثاق مدینہ کی رو سے:** یہودی مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک ہی امت ہوں گے، یہودی سا اپنے دین پر عمل کریں گے اور مسلمان اپنے دین پر؛ اس معاہدہ کے شرکا کے باہمی تعلقات خیر خواہی، خیر اندیشی اور فائدہ رسانی کی بنیاد پر ہوں گے، گناہ پر نہیں؛ مظلوم کی مدد کی جائے گی؛ اس معاہدے کے سارے شرکا پر مدینہ میں ہنگامہ آرائی اور کشت وخون حرام ہوگا؛ اور کسی جھگڑے اور فساد کی صورت میں آخری فیصلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا۔[5] میثاقِ مدینہ میں یہودیوں کے مذہبی حقوق کے تحفظ، مذہبی رواداری اور ادائے حقوق پر مشہور مستشرق سر ولیم میور ان الفاظ میں تبصرہ نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خراج تحسین پیش کرتا ہے: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف العقائد اور باہم منتشر اقوام کو متحد ویکجا کرنے میں بڑی مہارت کے ساتھ کامیاب ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی ریاست اور معاشرہ کے قیام میں کامیابی سے ہمکنار ہوئے جو بین الاقوامیت کے اصول پر مبنی تھا۔"[6]

**۲۔ خلفاے راشدین کی مذہبی رواداری اور دیگر ادوار:** رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں رحمۃ العالمین بن کر دنیائے انسانیت کے لیے محبت، ہمدردی، شفقت اور مہربانی کی انمول مثالیں قائم کیں وہاں انہوں نے ایک ایسی جماعت بھی تیار کی جس نے آپ کے اس مشن کو پوری دنیا تک پہنچایا اور عملی طور پر پوری دنیا کو اسلام کی انسان دوست اور فطری تعلیمات سے روشناس کرایا۔ صحابہ کرام نے اشاعت اسلام کے لیے پند ونصیحت اور اعلیٰ اخلاق وکردار کے بے شمار مظاہرے کیے۔

**الف۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ:** ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عہد رسالت کے معاہدات اور اقلیتوں کے حقوق کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ اپنی مہر اور دستخط سے ان کی توثیق فرمائی اور اپنے عہد میں جو ممالک فتح کیے، ان کی اقلیتوں کو وہی حقوق دیے جو مسلمانوں کے لیے متعین تھے۔ ابو بکرؓ نے اہل حیرہ سے کچھ یوں معاہدہ کیا: "ان کی خانقاہیں اور گرجے منہدم نہ کیے جائیں گے اور نہ کوئی ایسا قصر گرایا جائے گا جس میں وہ ضرورت کے وقت دشمنوں کے مقابلہ میں قلعہ بند ہوتے ہیں۔ ناقوس اور گھنٹے بجانے کی ممانعت نہ ہوگی اور تہوار کے موقعوں پر صلیب نکالنے سے نہ روکے جائیں گے۔[7] مسلمانوں

---

4- دارا جی سنگھ، رسول عربی (لاہور: سیرت اکیڈمی، ۱۹۸۹)، ۱۱۸

5- صفی الرحمن مبارک پوری، الرحیق المختوم (لاہور: المکتبۃ السلفیۃ، ۲۰۱۵)، ۲۶۲-۲۶۳

6- سید امیر علی، روح اسلام: مترجم محمد ہادی حسین، (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۵ء)، ۵۸

7- سید علی محمد میاں، صحابہ کرام کا عہد زریں، (لاہور: مجلس نشریات اسلام، ۲۰۱۸)، ۲۸۷

اور نجران کے عیسائیوں کے مابین معاہدے کے متعلق ایک عیسائی مؤرخ لکھتا ہے: "اللہ کے رسول نے یہ عہد کیا کہ کوئی بشپ اپنے عہدے سے اور نہ کوئی راہب اپنی خانقاہ سے اور نہ کوئی پادری اپنے منصب سے خارج کیا جائے۔ اور نہ ان کے اختیارات حقوق اور معمول میں کسی قسم کا تغیر ہونے پائے اور جب تک وہ امن و صلح اور سچائی کے ساتھ رہیں ان پر زیادتی نہ کی جائے اور نہ وہ کسی چیز پر جبر یا زیادتی کریں۔[8]

ب۔ **حضرت عمر بن الخطابؓ:** حضرت ابو عبیدہؓ نے جب حمص کو فتح کیا تو حبیب بن مسلمہ کو جو خزانہ کے آفسر تھے بلا کر کہا: "عیسائیوں سے جزیہ یا خراج لیا جاتا ہے لیکن اس وقت ہماری حالت ایسی ہے کہ ہم ان کی حفاظت کا ذمہ نہیں اٹھا سکتے۔ اس لیے جو کچھ ان سے وصول ہوا ہے، سب ان کو واپس دے دو اور ان سے کہہ دو کہ تمہارے ساتھ جو تعلق تھا، اب بھی ہے لیکن اس وقت تمہاری حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہو سکتے، اس لیے جزیہ جو حفاظت کا معاوضہ ہے تم کو واپس کیا جاتا ہے۔ چنانچہ کئی لاکھ کی وصول شدہ رقم واپس کر دی گئی۔ عیسائیوں پر اس واقعہ کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ روتے جاتے تھے اور جوش کے ساتھ کہتے جاتے تھے کہ: "خدا تم کو واپس لائے" یہودیوں پر اس سے بھی زیادہ اثر ہوا انہوں نے کہا "تورات کی قسم جب تک ہم زندہ ہیں قیصر حمص پر قبضہ نہیں کر سکتا، یہ کہہ کر شہر پناہ کے دروازے بند کر دیے اور ہر جگہ چوکی پہرہ بٹھا دیا[9]۔ ابو عبیدہ نے صرف حمص والوں کے ساتھ یہ برتاؤ نہیں کیا بلکہ جس قدر اضلاع فتح ہو چکے تھے ہر جگہ لکھ بھیجا کہ جزیہ کی جس قدر رقم وصول ہوئی ہے واپس کر دی جائے"۔[10]

یرموک کے معرکہ میں مسلمان جب شام کے اضلاع سے نکلے تو تمام عیسائی رعایا نے کہا: "خدا تم کو پھر اس ملک میں لائے۔ یہودیوں نے توریت ہاتھ میں لے کر کہا کہ ہمارے جیتے جی قیصر اب یہاں نہیں آ سکتا"۔[11] مسلمانوں کی فتوحات میں کبھی انصاف سے تجاوز نہیں ہو سکتا تھا۔ آدمیوں کا تو قتل عام ایک طرف، درختوں کے کاٹنے کی اجازت نہ تھی۔ بچوں اور بوڑھوں سے بالکل تعرض نہیں کیا جا سکتا تھا۔ دشمن سے کسی موقع پر بد عہدی یا فریب دہی نہیں کی جا سکتی تھی۔ افسروں کو تاکیدی احکام دیے جاتے تھے کہ فَإِن قَاتَلُوكُم فَلَا تَغدُرُوا وَلَا تَمثِلُوا وَلَا تَقتُلُوا وَلِيدًا[12] (دشمن تم سے لڑائی کریں تو ان سے فریب نہ کرو۔ کسی کی ناک کان نہ کاٹو کسی بچے کو قتل نہ کرو)۔ جو لوگ مطیع ہو کر باغی ہو جاتے تھے ان سے دوبارہ اقرار لے کر درگزر کی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ جب عربسوس والے تین دفعہ متواتر اقرار کر کے پھر گئے تو صرف اس قدر کیا کہ ان کو وہاں سے جلاوطن کر دیا، لیکن ان کی کل جائداد مقبوضہ کی قیمت ادا کر دی۔ خیبر کے یہودیوں کو سازش اور بغاوت کے جرم میں نکالا تو ان کی مقبوضہ اراضی کا معاوضہ دے دیا اور اضلاع کے حکام کو احکام دیے کہ جدھر سے ان لوگوں کا گزر ہو ان کو ہر طرح کی اعانت دی جائے اور جب یہ کسی شہر میں قیام اختیار کریں تو ایک سال تک ان سے جزیہ نہ لیا جائے۔[13] حضرت عمر بن الخطابؓ کی مذہبی رواداری پر روشنی ڈالتے ہوئے کانٹ لکھتا ہے: "حضرت عمر نے یروشلم فتح کیا تو کسی قسم کا نقصان عیسائیوں کو نہ پہنچایا۔ جب عیسائی اس شہر پر مسلط ہوئے تو مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا۔ ان پر ذرا بھی رحم نہ کھایا اور یہودیوں کو نذر آتش کر دیا۔"

(1) **غیر مسلم شہریوں سے ٹیکس کی وصولی میں نرمی:** سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ماتحت حکام کو غیر مسلم شہریوں سے حسن سلوک کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ ان پر ٹیکس عائد کرنے اور اس کی وصولی میں رعایت کے احکامات جاری فرمائے.. حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت اسلم بیان کرتے ہیں:

---

8- وحید الدین خان، مسلمانوں کے عروج و زوال کی داستان، ۱۵۸

9- احمد بن یحیی بن جابر بلاذری، فتوح البلدان (بیروت: مکتبة الهلال، ۲۰۰۹)، ۱۳۷

10- بلاذری، فتوح البلدان، ۱۳۸

11- شبلی نعمانی، الفاروق، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۲۰۰۹)، ۱۶۴-۱۶۵

12- ابو یوسف، کتاب الخراج (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۲۰۰۸)، ۱۳۰

13- ابو یوسف، کتاب الخراج، ۱۳۰

إنَّ عمر كتب إلي امراء الاجناد: ان لا يضربوا الجزية علي النساء، ولا علي الصبيان.(14) ''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سپہ سالاروں کو خط لکھا کہ وہ غیر مسلم عورتوں اور بچوں پر ٹیکس نافذ نہ کریں.''

**(2) معذور، بوڑھے اور غریب غیر مسلم شہریوں کے لیے وظائف:** سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں غیر مسلم شہریوں سے حسنِ سلوک کا یہ عالم تھا کہ کمزور، معذور اور بوڑھے غیر مسلم شہریوں کا نہ صرف ٹیکس معاف کر دیا جاتا تھا بلکہ بیت المال سے ان کی اور ان کے اہل و عیال کی کفالت بھی کی جاتی تھی.

1. امام ابو عبید القاسم بن سلام ''کتاب الاموال'' میں بیان کرتے ہیں: إن امير المؤمنين عمر رضي الله عنه مرّ بشيخ من اهل الذمة، يسال علي ابواب الناس. فقال: ما انصفناک ان كنا اخذنا منک الجزية في شبيبتک، ثم ضيعناک في كبرک. قال: ثم اجري عليه من بيت المال ما يصلحه.(15) ''امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ غیر مسلم شہریوں میں سے ایک بوڑھے شخص کے پاس سے گزرے جو لوگوں کے دروازوں پر بھیک مانگتا تھا. آپ نے فرمایا: ''ہم نے تمہارے ساتھ انصاف نہیں کیا کہ ہم نے تمہاری جوانی میں تم سے ٹیکس وصول کیا، پھر تمہارے بڑھاپے میں تمہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا.'' راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی ضروریات کے لیے بیت المال سے وظیفہ کی ادائیگی کا حکم جاری فرمایا.''

2. امام ابو یوسف نے اسی روایت کو ''کتاب الخراج'' میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

مرّ عمر بن الخطاب رضي الله عنه بباب قوم وعليه سائل يسأل، شيخ كبير ضرير البصر، فضرب عضده من خلفه، وقال: من أي أهل الكتاب أنت؟ فقال: يهودي. قال: فما ألجاک إلي ما أري؟ قال أسال الجزية والحاجة والسن. قال: فأخذ عمر بيده وذهب إلي منزلة فرضخ له بشيء من المنزل. ثم أرسل إلي خازن بيت المال، فقال: انظر هذا وضربائه، فوالله ما أنصفناه إن أكلنا شبيبته، ثم نخذله عند الهرم [16] {إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ}(1) والفقراء هم المسلمون، وهذا من المساكين من أهل الكتاب. ووضع عنه الجزية وعن ضربائه.(17) ''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک قوم کے دروازے کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ وہاں ایک سائل بھیک مانگ رہا تھا جو نہایت ضعیف اور نابینا تھا. حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بازو پر پیچھے سے ہاتھ رکھا اور کہا کہ تم اہلِ کتاب کے کس گروہ سے ہو؟ اس نے کہا کہ یہودی ہوں. آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تجھے اِس اَمر پر کس نے مجبور کیا جو میں دیکھ رہا ہوں؟ اس نے کہا کہ میں ٹیکس کی ادائیگی اور اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے بڑھاپے (میں کمانہ سکنے) کی وجہ سے بھیک مانگتا ہوں. حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے گھر لے گئے اور اسے اپنے گھر سے کچھ مال دیا. پھر اسے بیت المال کے خازن کی طرف بھیجا اور کہا کہ اسے اور اس قبیل کے دوسرے لوگوں کو دیکھو. خدا کی قسم! ہم نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا کہ اس کی جوانی سے تو ہم نے فائدہ اٹھایا اور بڑھاپے میں اسے رسوا کر دیا. (پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:) {بے شک صدقات فقراء اور مساکین کے لئے ہیں} . (اور فرمایا:) فقراء سے مراد مسلمان ہیں اور یہ اہلِ کتاب (غیر مسلم شہری) مساکین میں سے ہے. اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے اور اس جیسے دیگر کمزور لوگوں سے ٹیکس ختم کر دیا.''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آخری لمحے تک اقلیتوں کا خیال تھا۔ حالانکہ ایک اقلیتی فرقہ ہی کے فرد نے آپ کو شہید کیا۔ اس کے باوجود آخری وقت ارشاد فرمایا: اوصي الخليفة من بعدي بذمة االله و ذمة رسوله صلي الله عليه وآله وسلم أن يوفي لهم بعهدهم و أن يقاتل من

---

14۔ ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی، السنن الکبری (بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۲۰۰۳ء)، ۹:۱۹۶

15۔ ابو عبید القاسم بن سلام، کتاب الاموال (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۲۰۱۵)، ۵۷ ۔

16۔ ابو یوسف، کتاب الخراج، ۱۳۶

17۔ القرآن، ۹:۱۰

ورائہم و أن لا يكلفوا فوق طاقتہم(18)امام ابن قدامہ بیان کرتے ہیں:فإن عمر رضي الله عنه اتي بمال كثير، قال ابو عبيد: واحسبه من الجزية. فقال: إني لاظنكم قد اهلكتم الناس، قالوا: لا، واالله، ما اخذنا إلا عفوا صفوا. قال: بلا سوط ولا بوط. قالوا: نعم. قال: الحمد الله الذي لم يجعل ذلک علي يدي ولا في سلطاني.(19)''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کثیر مال لایا گیا۔ابو عبید نے کہا: میرا خیال ہے کہ وہ ٹیکس (سے حاصل کردہ مال) تھا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ تم نے لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے؟انہوں نے جواب دیا: نہیں، اللہ کی قسم!ہم نے یہ ٹیکس معافی اور نرمی کے ساتھ ہی وصول کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: بغیر کسی سختی کے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ آپ نے دعا کی: تمام تعریفیں اس اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے میرے ہاتھ سے اور میری حکمرانی میں غیر مسلموں پر یہ زیادتی نہیں ہونے دی۔ شام کے سفر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے عامل ٹیکس وصول کرنے کے لیے غیر مسلم شہریوں کو دھوپ میں کھڑا کر کے سزا دے رہے ہیں۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرَّ بِطَرِيقِ الشَّامِ وَهُوَ رَاجِعٌ فِي مَسِيرِهِ مِنَ الشَّامِ عَلَى قَوْمٍ قَدْ أُقِيمُوا فِي الشَّمْسِ يُصَبُّ عَلَى رُءُوسِهِمُ الزَّيْتَ فَقَالَ: مَا بَالُ هَؤُلَاءِ؟ فَقَالُوا عَلَيْهِمُ الْجِزْيَةَ لَمْ يُؤَدُّوهَا؛ فَهُمْ يُعَذَّبُونَ حَتَّى يُؤَدُّوهَا؛ فَقَالَ عُمَرُ: فَمَا يَقُولُونَ هُمْ وَمَا يَعْتَذِرُونَ بِهِ فِي الْجِزْيَةِ؟ قَالُوا: يَقُولُونَ لَا نَجِدُ، قَالَ: "، وَأَمَرَ بهم فخلى سبيلهم. فَدَعُوْهُمْ، لَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا لَا يَطِيْقُوْنَ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اِللهِ صلي الله عليه وآله وسلم يَقُوْلُ: لَا تُعَذِّبُوا النَّاسَ، فَإِنَّ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا يُعَذِّبُهُمُ اُللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَأَمَرَ بهم فخلى سبيلهم.(20)''شام کے سفر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے عامل ٹیکس وصول کرنے کے لیے غیر مسلم شہریوں کو دھوپ میں کھڑا کر کے سزا دے رہے ہیں۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو، ان کو ہرگز تکلیف نہ دو جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے، میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں کو عذاب نہ دو، بے شک جو لوگوں کو دنیا میں عذاب دیتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن عذاب دے گا۔''پس آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر عامل نے انہیں چھوڑ دیا۔ ہشام بن حکیم نے حمص کے ایک سرکاری افسر عیاض بن غنم کو دیکھا کہ اُس نے ایک غیر مسلم قبطی کو ٹیکس وصول کرنے کے لیے دھوپ میں کھڑا کر رکھا ہے۔ اس پر انہوں نے اسے ملامت کی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: انَ االله يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِبوْنَ النَاسَ فِي الدنْيَا.(21)''بے شک اللہ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔''

## دستور پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق تصور اور اس کا اطلاق

**دستور کی تشکیل کا پس منظر علماء کے بائیس نکات اور قرار داد مقاصد کے تناظر میں:** مملکت پاکستان میں اقلیتوں کو مکمل مذہبی آزادی کا حق دیا گیا ہے، علماء کے بائیس نکات اور آئین پاکستان میں موجود ضمانت اس کا واضح ثبوت ہے۔ تشدد اور تعصبات کی وجہ مذہبی عقائد کی غلط تعبیر و تشریح نہیں ہے بلکہ چند افراد اور گروہوں کا انتہا پسندانہ رویہ ہے جو کہ جمہور امت کی نمائندگی نہیں کرتے بلکہ تمام علماء افراط و تفریط، غلو تشدد اور انتہا پسندی کی مذمت ہی کرتے ہیں۔

**دستور پاکستان ۱۹۷۳ء اور مذہبی اقلیتیں:** دستور پاکستان ۱۹۷۳ء کے دوسرے حصے میں بنیادی حقوق بڑی شرح و بسط سے بیان ہوئے ہیں۔ اس حصے کے آغاز ہی میں واضح کر دیا گیا ہے کہ ان حقوق میں مبیّن حقوق کے منافی تمام قوانین اور عرف(custom) وعادۃ(usage) کی تمام شکلیں باطل

---

18۔ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد ابن قدامہ مقدسی، المغنی (ریاض: دار عالم الكتب، ۲۰۰۹)۹:۲۹۰

20۔ ابو یوسف، کتاب الخراج، ۱۳۸

21۔ نسائی، السنن الکبریٰ ۸:۹۱

(void)ہوں گی۔ان بنیادی حقوق میں کمی کرنے یاان سے متصادم قانون سازی کرنے کا ریاستی حق بھی دستور نے سلب کرر کھا ہے۔یہی نہیں، دستور کے جدول اول حصہ دوم میں کچھ قوانین دیے گئے ہیں جن کے متعلق یہ پابندی ہے کہ انہیں دو سال کے اندر بنیادی حقوق کی مطابقت میں ڈھال لیا جائے۔یوں تو ان حقوق میں معمولی معمولی جزئیات کا بیان ہے، تاہم ان تمام بنیادی حقوق کی فہرست بالاختصار یوں ہے۔

۱۔ حق زیست(life)اور حق آزادی[22]

۲۔ منصفانہ عدالتی کارروائی کا حق متعلق بہ شہری حقوق و فرائض و فوجداری الزامات[23]

۳۔ سزا متعلق بہ ماضی (retrospective) سے تحفظ کا حق[24]

۴۔ مکرر سزا سے تحفظ کا حق[25]

۵۔ عزت و وقار، خلوت اور تشدد بغرض اعتراف جرم سے تحفظ اور آزادی نقل و حرکت کا حق[26]

۶۔ حق اجتماع و تنظیم سازی (آرٹیکل ۱۶، ۱۷)اور آزادی تحریر و تقریر[27]

۷۔ حق تجارت و کاروبار[28]

۸۔ مذہبی آزادی اور مذہبی شعائر اور ادارے وضع کرنے اور چلانے کا حق[29]

۹۔ اس مذہبی ٹیکس سے استثنا کا حق جو کسی اور مذہب پر خرچ ہو[30]

۱۰۔ اس مذہبی تعلیم سے استثنا کا حق جو کسی اور مذہب سے متعلق ہو[31]

۱۱۔ حق حصول ملکیت[32] تحفظ املاک کا حق[33]

۱۲۔ حق مساوات: قانون کی نظر میں تمام شہری مساوی ہیں[34]

۱۳۔ حقِ تعلیم[35]

---

22۔ دستور پاکستان، آرٹیکل ۹

23۔ دستور پاکستان، آرٹیکل ۱۰ و ۱۰(اے)

24۔ دستور پاکستان، آرٹیکل ۱۲

25۔ دستور پاکستان، آرٹیکل ۱۳

26۔ دستور پاکستان، آرٹیکل ۱۴، ۱۵

27۔ دستور پاکستان، آرٹیکل ۱۹

28۔ دستور پاکستان، آرٹیکل ۱۸

29۔ دستور پاکستان، آرٹیکل ۲۰

30۔ دستور پاکستان، آرٹیکل ۲۱

31۔ دستور پاکستان، آرٹیکل ۲۲

32۔ دستور پاکستان، آرٹیکل ۲۳

33۔ دستور پاکستان، آرٹیکل ۲۴

34۔ دستور پاکستان، آرٹیکل ۲۵

35۔ دستور پاکستان، آرٹیکل ۲۵(اے)

۱۴۔ بلاامتیاز نسل، مذہب، ذات، صنف، قیام گاہ یا مقامِ پیدائش، ریاستی اداروں سے مستفید ہونے کا حق [36]

۱۵۔ بلاامتیاز نسل، مذہب، ذات، صنف، قیام گاہ یا مقامِ پیدائش کسی عہدے کی اہلیت ہونے پر عدم امتیاز کا حق [37]

۱۶۔ شہریوں کے کسی طبقے کی زبان، رسم الخط اور ثقافت کے تحفظ کا حق [38]

ان بنیادی حقوق پر ایک طائرانہ سی نظر ڈالنے سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ریاستی و دستوری سطح پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے شہریوں کے مابین کوئی ایسی تفریق نہیں ہے جس کی بنیاد مذہب پر ہو۔ اب عملی زندگی پر نظر ڈالیں تو تمام ریاستی ادارے تمام شہریوں کے لیے کھلے ہیں۔ ملک کے کسی شفاخانے میں مذہبی بنیادوں پر علاج نہیں ہوتا۔ کسی ریاستی تعلیمی ادارے میں نہ تو مذہبی بنیاد پر داخلہ ہوتا ہے اور نہ مذہبی بنیاد پر کسی کا داخلہ مسترد ہوتا ہے۔ ملک کی شاہراہیں وسیر گاہیں، بر و بحر اور آب و ہوا غرض یہ کہ جملہ وسائلِ زیست تمام آبادی کو یکساں دستیاب ہیں۔

**مذہبی اقلیتوں کو حاصل ریاستی حقوق عمل کی دنیا میں:** زیر نظر بحث کی اٹھان ان تین بنیادی نکات پر رکھی گئی تھی:

۱۔ بانی پاکستان کی نظر میں اقلیتوں کے ریاستی حقوق

۲۔ دساتیر پاکستان کی اساس اول۔۔۔ قرارداد مقاصد

۳۔ دستور پاکستان ۱۹۷۳ء میں مذکور اقلیتوں کے ریاستی حقوق

ان تینوں نکات کے قدرے تفصیلی بیان کے بعد یہ دیکھنا ضروری ہو گیا ہے کہ مذہبی اقلیتیں ملکی وسائل سے کس قدر مستفید ہو رہی ہیں اور یہ کہ کیا یہ نظری حقوق عملاً بھی کہیں نظر آتے ہیں یا نہیں۔ گفتگو کے آغاز ہی میں اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ وطن عزیز میں مذہبی اقلیتوں کو ملک کی غالب اکثریتی مسلم آبادی کے مقابلے میں کہیں زیادہ حقوق حاصل ہیں تو اس داعیہ کے حق میں ناقابل تردید شواہد موجود ہیں اور یہی کچھ اس حصے میں پیش نظر ہے۔ ریاستی سطح پر مذہبی اقلیتوں کو حاصل غیر معمولی اور مسلم آبادی کے مقابلے میں کہیں زیادہ حقوق حقیقت کی دنیا کا وہ ہمالیہ ہے جسے بددیانت ملکی و غیر ملکی ذرائع ابلاغ نے مٹی کا ایک ڈھیر بنا کر رکھ دیا ہے۔ اس سے زیادہ افسوس ناک امر یہ ہے کہ اچھے خاصے سلیم الفکر اور صاحبان بصیرت بھی اپنے دماغ سے سوچنے کی بجائے ذرائع ابلاغ کے دیے ہوئے خطوط پر سوچنے کے عادی ہو چکے ہیں جو کہ لمحہ فکریہ ہے۔

## قرارداد مقاصد

قیام پاکستان کے بعد ملک کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں یہ سوال اٹھ کھڑا ہوا تھا کہ پاکستان کا دستور اسلامی ہو گا یا سیکولر؟ جن لوگوں نے پاکستان کی تحریک میں مسلمانوں کے لیے الگ مملکت کے قیام، جداگانہ مسلم تہذیب، دو قومی نظریہ، اسلامی احکام و قوانین پر مبنی اسلامی سوسائٹی کی تشکیل، اور پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کے وعدوں و نعروں کی فضا میں ایک نئے اور الگ ملک کے شہری کی حیثیت سے نئی زندگی کا آغاز کیا تھا، ان کا تقاضہ و مطالبہ تھا کہ ملک کا دستور اسلامی ہو اور پاکستان کو نظریاتی اسلامی ریاست کی حیثیت سے دنیائے اسلام کے لیے ایک راہ نما اور مثالی ملک کی حیثیت سے آگے لایا جائے۔ جیسا کہ مفکر پاکستان علامہ محمد اقبالؒ کے افکار اور بانیٔ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ کے متعدد خطابات و بیانات میں اس کی صراحت موجود ہے۔ مگر دستور ساز اسمبلی میں ایک اچھی خاصی لابی ایسی بھی موجود تھی جو امور مملکت میں دین کو شریک کار دیکھنا پسند نہیں کرتی تھی اس لیے اس کا زور اس بات پر تھا کہ پاکستان کا دستور سیکولر ہو اور مغربی ممالک کی طرح دین اور مذہب کے معاملات کو ہر شہری کا ذاتی اور نظری معاملہ قرار دے کر اجتماعی نظام کو ان سے لاتعلق کر لیا جائے۔

---

[36]۔ دستور پاکستان، آرٹیکل ۲۶

[37]۔ دستور پاکستان، آرٹیکل ۲۷

[38]۔ ادستور پاکستان، آرٹیکل ۲۸

اس کشمکش کی فضا میں دستور ساز اسمبلی کے اندر شیخ الاسلام علامہ شبیر احمدؒ عثمانی اور اسمبلی کے باہر مولانا سید سلیمان ندویؒ، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا عبدالحامدؒ بدایونی، مولانا احتشام الحق تھانویؒ، پیر صاحب مانکی شریفؒ، اور مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ جیسے اکابر نے مسلسل محنت اور جدوجہد کے بعد اس وقت کے وزیراعظم خان لیاقت علی خان مرحوم کو بالآخر اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ دستور سازی کے راہنما اصول کے طور پر ایک قرارداد مقاصد دستور ساز اسمبلی سے منظور کرائیں جس میں پاکستان کو نظریاتی اسلامی ریاست قرار دے کر اسلامی احکام و قوانین کی معاشرہ میں عملداری کا عہد کیا گیا ہو۔ چنانچہ لیاقت علی خان مرحوم نے ۷ مارچ ۱۹۴۹ء کو یہ قرارداد پیش کی اور تفصیلی بحث و مباحثہ کے بعد ۱۲ اپریل ۱۹۴۹ء کو دستور ساز اسمبلی نے یہ قرارداد منظور کر لی جس کا متن یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور اس نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اختیارِ حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لیے نیابتاً عطا فرمایا ہے، اور چونکہ یہ اختیارِ حکمرانی ایک مقدس امانت ہے، لہٰذا جمہور پاکستان کی نمائندہ یہ مجلس دستور ساز فیصلہ کرتی ہے کہ آزاد و خود مختار پاکستان کے لیے دستور مرتب کیا جائے:

1۔ جس کی رو سے مملکت جملہ حقوق واختیاراتِ حکمرانی جمہور کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ سے استعمال کرے

2۔ جس میں اصولِ جمہوریت و حریت و مساوات و رواداری اور عدلِ عمرانی کو، جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے، پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے۔

3۔ جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی و اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق، جو قرآن مجید اور سنت رسولؐ میں متعین ہیں، ترتیب دے سکیں۔

4۔ جس کی رو سے اس امر کا واقعی انتظام کیا جائے کہ اقلیتیں آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر عقیدہ رکھ سکیں اور اس پر عمل کر سکیں اور اپنی ثقافت کو ترقی دے سکیں۔

5۔ جس کی رو سے وہ علاقے جو فی الحال پاکستان میں داخل ہیں یا شامل ہو گئے ہیں اور ایسے دیگر علاقے جو آئندہ پاکستان میں داخل یا شامل ہو جائیں، ایک وفاقیہ بنائیں جس کے ارکان مقررہ حدود اور متعینہ اختیارات کے ماتحت خود مختار ہوں۔

6۔ جس کی رو سے بنیادی حقوق کی ضمانت دی جائے اور ان حقوق میں قانون واخلاق عامہ کے ماتحت مساواتِ حیثیت و مواقع، قانون کی نظر میں برابری، عمرانی اقتصادی اور سیاسی عدل، اظہارِ عقیدہ و دین، عبادت اور ارتباط کی آزادی شامل ہو۔

7۔ جس کی رو سے نظام عدل کی آزادی کامل طور پر محفوظ ہو

8۔ جس کی رو سے وفاقیہ کے علاقوں کی صیانت، اس کی آزادی اور اس کے جملہ حقوق کا، جن میں اس کے بر و بحر اور فضائیہ پر سیادت کے حقوق شامل ہیں، تحفظ کیا جائے۔

9۔ تاکہ اہلِ پاکستان فلاح وخوشحالی کی زندگی بسر کر سکیں، اقوام عالم کی صف میں اپنا جائز اور ممتاز مقام حاصل کر سکیں، اور امن عالم کے قیام اور بنی نوع انسان کی ترقی و بہبود میں کماحقہ اضافہ کر سکیں

یہ قرارداد جو پاکستان کے ایک اسلامی اور نظریاتی ریاست ہونے کا دوٹوک اعلان ہے اور جس نے ملک کی وفاقی حیثیت، جمہوری طرز حکومت، اقلیتوں کے جائز حقوق، پسماندہ طبقات کے حقوق، عدلیہ کی آزادی، بنیادی حقوق، صوبائی خود مختاری اور مساوات و حریت جیسے اہم بنیادی مسائل پر دوٹوک فیصلے دے کر ان پر بحث و تمحیص کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا ہے، یہ پاکستان کے ہر دستور کا دیباچہ کے طور پر حصہ رہی ہے۔ البتہ جنرل محمد

ضیاءالحق مرحوم نے اس میں یہ پیش رفت کی کہ آئین میں ترمیم کے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے قرارداد مقاصد کو دیباچہ سے نکال کر ۱۹۷۳ء کے دستور کا واجب العمل حصہ بنادیا جس سے ریاستی ادارے اپنے اپنے نظام اور پروگرام کو اس کے دائرہ میں رہتے ہوئے مرتب کرنے کے پابند ہوگئے۔

اس سلسلہ میں مزید تفصیلات میں جائے بغیر ہم اپنے حکمرانوں، سیاستدانوں اور دانشوروں سے گزارش کریں گے کہ وہ اس قرارداد کا پھر سے مطالعہ کریں، بار بار اس کے مضمرات اور تقاضوں کا جائزہ لیں اور یہ دیکھیں کہ دستوری حوالوں سے ہم آج جن الجھنوں کا شکار ہیں اور جو دستوری مسائل ہمیں مسلسل پریشان کر رہے ہیں وہ اس قرارداد کے ذریعہ نصف صدی قبل اصولی طور پر طے کیے جا چکے ہیں اور وہی ہمارے مسائل و مشکلات کا اصل حل ہیں۔ اب ہمارا خود ہی صحیح سمت چلنے کو جی نہ چاہے تو اس کا کسی کے پاس کیا علاج ہے۔

## قراردادِ مقاصد اقلیتوں کے حقوق کی ضامن

۲۱ مارچ ۱۹۴۹ء کو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے آئندہ دستور کے لیے کچھ راہنما اصول مرتب کیے جنہیں قرارداد مقاصد کہا جاتا ہے۔[39] پاکستان کی عدالت عظمیٰ ایک موقع پر قرارداد مقاصد کو ملک کا اساسی قانون (grund norm) قرار دے چکی ہے۔[40] اگرچہ عدالت نے یہ بھی واضح کر دیا کہ یہ قرارداد کوئی ماورائے دستور (supera-constitutional) دستاویز نہیں ہے۔[41] ماٰخذ قانون کے ضمن میں یہ ملک کا ایک اساسی قانون ہے۔ اس قرارداد میں ریاستی امور کے متعلق چند بنیادی باتیں بطور مقاصد (objectives) مذکور ہیں۔

قرارداد کا مذکورہ بالا حصہ ملک کی تمام آبادی کا احاطہ کرتا ہے۔ یہاں کسی کو یہ ابہام نہیں ہونا چاہیے کہ مذہبی اقلیتیں انسانی حقوق کی نسبت سے شاید کم تر درجے کے شہری ہیں۔ یہ لوگ شہری حقوق کے اعتبار سے... تعلیم، روزگار اور مواقع کی فراہمی...کے باب میں ملک کی باقی ۹۷ فی صد مسلم آبادی جیسے ہیں۔ نظری اعتبار سے قرارداد کی یہ عبارت کافی تھی لیکن اس میں یہ اہتمام بھی کر دیا گیا کہ اپنے مذہب پر عمل درآمد کرنے کے حوالے سے اقلیتوں کو بالخصوص کوئی رکاوٹ در پیش نہ ہو۔ اس ضمن میں قرارداد کے الفاظ یوں ہیں: "جس (دستور) کے تحت ایسا مناسب اہتمام کیا جائے گا کہ اقلیتیں اپنے مذہب پر آزادی سے ایمان رکھ کر اس پر عمل کر سکیں اور اپنی ثقافت کو ترقی دے سکیں۔" آگے ایک اور مقام پر قرارداد دستور میں "اقلیتوں اور پس ماندہ طبقات کے جائز حقوق کا ہر ممکن تحفظ دینے کا وعدہ کرتی ہے[42]۔

ریاستی سطح پر یہ ایک ایسا وعدہ تھا جسے ملکی دستور میں نظر آنا چاہیے تھا۔ خوش قسمتی سے نہ صرف قرارداد مقاصد پاکستان کے ہر دستور میں کسی نہ کسی شکل میں شامل رہی بلکہ اس کے اندر اقلیتوں سے کیے گئے مواعید نے تمام دساتیر کے متعلقہ حصوں میں اپنی اپنی جگہ پائی۔ لیکن قرارداد پر رائے دہی کے وقت تمام مذہبی اقلیتوں نے دستور میں اس خدشے کے پیش نظر اس کے خلاف رائے دی کہ اس کے باعث ملک ایک متشدد مذہبی ریاست بن جائے گا۔ لیکن بعد میں بننے والے تمام دساتیر اور ان کی روشنی میں ہونے والی قانون سازی میں انہیں ہمیشہ مساوی درجے کا شہری سمجھا گیا جس کا تذکرہ آئندہ سطور میں آرہا ہے۔

## پاکستانی اقلیتوں (غیر مسلموں) کے حقوق کی آئینی ضمانت

آئین میں اقلیتوں کے لئے جو خصوصی ضمانتیں (مراعات دی گئی ہیں ان متعلقہ دفعات کی تفصیل حسب ذیل ہے

مذہبی آزادی اور مذہبی ادارے قائم کرنا:

---

39۔ Constitution Assembly of Pakistan Debates( Karachi: The Manager of Publications,۲۰۰۰)Vol. v No. 1,

40۔ Miss Asma Gilani v. Government of Punjab, PLD1972 SC 139

41۔ State v. Zia-ur-Rahman and others, PLD 1973 SC 49 p.54

42۔ دستور پاکستان، ۱۲

آرٹیکل نمبر 20: (ا) ہر شہری کو اپنے مذہب پر ایمان رکھنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی نشر و اشاعت کا حق حاصل ہو گا۔

(ب) ہر مذہبی طبقے اور اس کے ہر فرقے کے لوگوں کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے اور ان کی سرپرستی کرنے کا حق حاصل ہو گا۔[43]

**خصوصی ٹیکس سے استثناء:** آرٹیکل 21: کسی شخص کو ایسا خصوصی ٹیکس ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ جس کی آمدنی اس کے اپنے مذہب کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کی نشر و اشاعت کا اس کی نگہداشت پر خرچ ہو۔(44)

**مذہبی تعلیم و تربیت کا تحفظ: آرٹیکل نمبر 22:** (1) کسی فرد کیلئے جو کسی تعلیمی ادارے میں زیر تعلیم ہو مذہبی تعلیم حاصل کرنے یا اسے کسی مذہبی تقریب میں شرکت کرنے یا مذہبی عبادت میں شریک ہونے کیلئے مجبور کیا جائے گا بشرطیکہ یہ تعلیم تقریب یا عبادات اس کے اپنے مذہب کے علاوہ کسی دوسرے مذہب سے تعلق رکھتی ہو۔

(2) کسی تعلیمی ادارے کو ٹیکسوں سے مستثنیٰ قرار دینے یا رعائت دینے کے سلسلے میں کسی اقلیتی فرقے سے کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا۔

(3) (الف) کسی مذہبی جماعت یا فرقے کو اس جماعت یا فرقے کی طرف سے قائم کردہ تعلیمی ادارے میں اس جماعت کے شاگردوں کو مذہبی تعلیم دینے سے روکا نہیں۔

(ب) کسی شہری کو کسی ایسے تعلیمی ادارے میں جو کہ پبلک ریونیو سے امداد حاصل کر رہا ہو، نسل، مذہب، ذات یا جائے پیدائش کی بنیاد پر داخلے سے انکار نہیں کیا جائے گا۔

(4) اس آرٹیکل میں کوئی امر کسی پبلک اتھارٹی کو سماجی و تعلیمی لحاظ سے ماندہ شہریوں کی کسی جماعت کی رتی اقدامات کرنے سے باز نہیں رکھے گا۔(45)

**قانون کے مطابق شہریوں کی برابری: آرٹیکل نمبر 25:** قانون کی نظر میں تمام شہری برابر ہیں اور قانون کے مطابق تحفظ کے مستحق ہیں۔ کسی شہری سے جنس کی بنیاد پر امتیاز نہیں برتا جائے گا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 4 میں پاکستان میں رہنے والے تمام شہریوں کو حق آزادی عطا کی گئی ہے اور ایک جیسا شہری کہا ہے۔(46)

**ہر شہری کا یہ ذاتی حق ہے کہ اس کے ساتھ قانون کے تحت برتاؤ کای جائے:**

1۔ قانون کی حفاظت سے وہ لطف اندوز ہو۔ اور قانون کے مطابق ہر کسی کے ساتھ برابری کا سلوک کیا جائے۔ وہ جہاں کہیں بھی وہ ہو، یا وقتی طور پر جو کوئی بھی پاکستان میں ہو۔

2۔ خاص طور پر بغیر کسی قانون سازی کے لوگوں کی زندگی آزادی، جسم، شہرت، و دولت میں دخل اندازی نہیں کی جائے گی۔

3۔ کسی شخص کو اس کام کرنے سے منع نہیں کیا جائے گا جسے قانون نے نہ روکا ہو۔

4۔ کسی آدمی کو کسی ایسا کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا جس کی قانون نے حوصلہ افزائی نہ کی ہو۔(47)

**عوامی جگہوں پر بلا تفریق رسائی:** آرٹیکل نمبر 26: عوام کی سیر و تفریح کے ایسے مقامات جو صرف مذہبی مقصد کے مخصوص نہ ہوں تک رسائی کے سلسلے میں کسی شہری سے نسل، مذہب، ذات جنس رہائش کی بنیاد پر امتیاز نہیں برتا جائے گا۔(48)

---

43۔ دستور پاکستان، ۱۹۷۳، ۱۵۴

44۔ دستور پاکستان، ۱۳۸

45۔ دستور پاکستان، ۱۳۹

46۔ دستور پاکستان، ۱۶۱

47۔ دستور پاکستان، ۳۵

48۔ دستور پاکستان، ۱۹۳

**ملازمتوں میں بلا تفریق تقرری: آرٹیکل نمبر27:** کسی شہری سے جو پاکستان کی خدمت میں تقرری کا اہل ہو نسل، مذہب، ذات جنس یا رہائش یا جائے پیدائش کی بنیاد پر امتیاز نہیں برتا جائے گا۔(49)

**زبان، رسم الخط اور ثقافت کا تحفظ: آرٹیکل نمبر28:** دفعہ 251 اکٹ تابع ہر جماعت یا شہری جو کہ مخصوص زبان رسم الخط یا ثقافت رکھتے ہوں امر کا حق حاصل ہوگا کہ وہ ان کا قانون کے مطابق محفوظ رکھ سکیں اور فروغ سکیں۔ اور اس مقصد کے لئے ادارہ قائم کر سکیں۔(50)

**اقلیتوں کا تحفظ: آرٹیکل 36:** حکومت اقلیتوں (غیر مسلموں) کے جائز حقوق اور مفادات کا تحفظ کرے گی۔ انہیں وفاقی وصوبائی حکومتوں میں مناسب نمائندگی دے گی۔(51)

**سماجی انصاف کی ترقی اور سماجی برائیوں کا خاتمہ:** آرٹیکل 37:

(1) ریاست پسماندہ علاقوں میں تعلیمی اور معاشی ترقی میں خصوصی دلچسپی لے گیا۔

(2) معاشرے میں خصوصا پسماندہ طبقوں کے افراد کے لئے ناخواندگی م کو ختم کرے گی۔ اور کم سے کم مدت میں ثانوی لازمی تعلیم مفت مہیا کرے گی۔

(3) فنی پیشہ ورانہ واعلیٰ تعلیم کا حصول میرٹ کی بنیاد پر ہوگا اور تمام افراد کے لئے یکساں مواقع مہیا کرے گی۔

(4) سستا اور فوری انصاف کو یقینی بنایا جائے گا۔

(5) تمام شہریوں کو حصول ملازمت میں انصا کو یقینی بنایا جائے گا۔ ان کی بلالحاظ جنس و عمر بچوں اور عورتوں سے کسی قسم کی بیگار نہیں لی جائے گی۔ ملازمت کے دوران خواتین کو بوقت زچگی چھٹیوں کی سہولت ہوگی۔

(6) مختلف علاقوں کے لوگوں کو بذریعہ تعلیم وتربیت زرعی وصنعتی ترقی اور دیگر ذرائع سے اس قابل بنایا جائے گا کہ مختلف ملازمتوں کے ذریعے پاکستان کی قومی خدمت میں مکمل شمولیت اختیار کر سکیں۔

(7) قحبہ گری، جوا، مضر صحت ادویات کا استعمال۔ فحش لٹریچر کی پرنٹنگ تقسیم اور فحش اشتہارات کی تشہیر ممنوع ہوگی۔

(8) شراب کے استعمال کی ممانعت ہوگی سوائے ادویات میں استعمال اور غیر مسلموں کو اپنے مذہبی تہواروں میں استعمال کرنے کی اجازات ہوگی۔

(9) سرکاری انتظامیہ اپنے اختیارات کو نچلی سطح تک منتقل کرے گی تاکہ عوام کو بہتر سہولیات مل سکیں۔(52)

**حق ووٹ دہی:**

پاکستان کے تمام شہریوں کو قومی اسمبلی وصوبائی اسمبلی کے ممبران کو آزادی کے ساتھ ووٹ دینے کا حق حاصل ہے اور اسمبلی کے ممبران کو اپنی مرضی کے مطابق قانون کے مطابق چننے کا حق حاصل ہے

آرٹیکل 51: کلاز 2A(53) میں خصوصی طور پر قومی اسمبلی کی 10 سیٹیں پاکستان کی تمام غیر مسلم اقلیتوں کے لئے مخصوص کی گئی۔

**صوبائی اسمبلیوں میں نمائندگی: آرٹیکل 106:** صوبہ بلوچستان۔ پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ اور سندھ کی صوبائی اسمبلی میں مقرر کردہ نشستوں کے علاوہ ان اسمبلیوں میں عیسائی اور دیگر اقلیتوں کے لئے مندرجہ ذیل نشستیں محفوظ رکھی جائیں گی۔

---

49۔ دستور پاکستان، ۱۸۴

50۔ دستور پاکستان، ۱۸۵

51۔ دستور پاکستان، ۱۹۲

52۔ دستور پاکستان، ۱۹۲۔۱۹۷

53۔ دستور پاکستان، ۲۰۶

بلوچستان 1 شمالی مغربی صوبہ سرحدی صوبہ 1 پنجاب 1 سندھ 1۔ پاکستان کی پارلیمنٹ نے 1991ء میں شریعت ایکٹ کی منظوری دی جس میں اس امر کا خصوصی لحاظ رکھا گیا کہ غیر مسلموں کے حقوق پر اس کی زد نہ پڑے۔ ذیل میں اس ایکٹ کا مکمل متن پیش ہے(54)

**شریعت ایکٹ 1991ء:** ہرگاہ کہ ساری کائنات پر حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس حاکمیت کو پاکستان کے عوام کی طرف سے اپنے منتخب نمائندوں کے ذریعے اس کی بیان کردہ حدود کے اندر استعمال کرنا ایک امانت ہے۔ اور ہرگاہ اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دیا جاچکا ہے اور اس طرح تمام مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ قرآن مجید اور سنت کے احاکم پر عمل کریں تاکہ ان کی زندگیاں مکم طور پر خدائی قوانین کی اطاعت کے تحت آجائیں۔ اور ہرگاکہ قرارداد مقاصد کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مستقل جزو کے طور پر شامل کیا گیا ہے اور ہرگاہ کہ اسلامی ریاست کی یہ ایک بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ شہریوں کی عزت، زندگی، آزادی، جائیداد اور بنیادی حقوق کا تحفظ کرے اور آمن کو یقینی بنائے اور اسلامی نظام عدل کے ذریعے تمام عوام کو سستا اور جلد انصاف فراہم کرے۔

اور ہرگاہ کہ اسلام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اسلامی اقدار کی بنیادی پر سماجی نظام قائم کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور ہرگاہ کہ مذکورہ بالا مقاصد اور اہداف کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان اقدامات کی آئینی اور قانونی پشیتبانی کی جائے۔ چنانچہ درجہ ذیل قانون بنایا جاتا ہے:

1۔ مختصر نام اطلاق اور آغاز

2۔ اس ایکٹ کو نفاذ شریعت ایکٹ 1991ء کا نام دیا گیا ہے

3۔ اس کا اطلاق پورے پاکستان پر ہوگا۔

4۔ یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

5۔ اس ایکٹ کا کوئی جزو غیر مسلم کے پرسنل لا، مذہبی، روایات، رسوم رواج اور طرز زندگی پر اثر انداز نہ ہوگا۔

(2) تعریف۔۔ اس ایکٹ میں شریعت کا مطلب قرآن وسنت کے بیان کردہ اسلامی احکامات ہیں

وضاحت۔۔ 1۔ شریعت کی تشریح وتوضیح کرتے وقت قرآن وسنت کی تشریح وتوضیح کے مسلمہ اصولوں کی پیروی کی جائے۔

اور اسلام کے مسلمہ فقہاء کی تشریح اور آراء پر عمل کیا جائے گا۔ موجودہ اسلامی مکاتب فقہ کی آراء پر بھی غور کیا جاسکتا ہے

وضاحت۔۔ 2۔ جیسا کہ آئین کے آرٹیکل 227 میں بیان کیا گیا ہے مسلمانوں کے کسی بھی فرقہ کے پرسنل لاز کے حوالے سے تشریح کرتے وقت قرآن وسنت کی تشریح سے مراد قرآن وسنت کی اس فرقہ کی تشریح ہوگی۔

3۔ شریعت کی بالادستی۔۔۔ شریعت یعنی اسلام کے احکامات جو قرآن وسنت میں بیان گئے گئے ہیں، پاکستان کا بالادست م قانون (سپریم لاء) ہوں گے بشر طیکہ سیاسی نظام اور حکومت کی موجودہ شکل متاثر نہ ہو۔

4۔ قوانین کی تشریح شریعت کی روشنی میں ہوگی اس ایکٹ کے مقصد کے لئے۔

(الف)۔ تشریح کرتے وقت اگر ایک سے زائد تشریحات ممکن ہوں تو عدالت اس کو اپنائے گی جو اسلامی اصولوں اور فقہ کے مطابق ہوگی۔

(ب)۔ اور جہاں دو یا اس سے زائد تشریحات مساوی طور پر ممکن ہوں تو وہ تشریح اختیار کی جائے گی جو آئین میں پالیسی کے اصولوں اور اسلامی دفعات کو آگے برھائے۔

5۔ مسلمان شہریوں کی طرف سے شریعت پر عمل کرنا۔ پاکستان کے تمام مسلمان شہری شریعت اور ایکٹ پر عمل کریں گے۔

6۔۔ شریعت کی تعلیم اور اس کی تربیت وغیرہ۔۔ ریاست درج ذیل مقاصد کے لئے موئثر انتظامات کرے گے۔

---

54۔ دستور پاکستان، ۲۲۷

الف۔ تعلیمی اور پیشہ وارنہ تربیت کی مناسب سطح پر شریعت، اسلامی فقہ اور اسلامی قانون کی دیگر تمام شاخوں کی تعلیم اور تربیت

ب۔ لاء کالجوں کے نصاب شرعی کورس شامل کرنا۔

ج۔ عربی زبان کی تعلیم دینا

د۔ اور شریعت اسلامی فقہ اور افتاء کی مناسب تعلیم رکھنے والے افراد کی خدمات عدالتی نظام کے لئے حاصل کرنا

ر۔ تعلیم کی اسلامائزیشن۔

1۔ ریاست اس بات کو یقینی بناسنے کے لئے اقدامات کرے گی کہ پاکستان ک تعلیمی نظام، اسی اس بات کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کرے گا کہ پاکستان کے تعلیمی نظام تعلیم وتدریس اور کردار سازی کی اہمیت پر کی بنیاد پر قائم ہوں۔

2۔ وفاقی حکومت اس ایکٹ کے نظام کے بعد 30 دنوں کے اندر اندر ماہرین تعلیم ماہرین قانون علماء منتخب نمائندوں, جنہوں نے وہ مناسب سمجھیں پر مشتمل ایک کمیشن قائم کرے گی اوران میں سے ایک کو کمیشن کا چیئرمین مقرر کریں گی۔

3۔ کمیشن کا کام یوں ہوگا کہ وہ پاکستان کے نظام تعلیم کا جائزہ لیں تاکہ زیر دفعہ میں بیان کردہ مقاصد حاصل کی جاسکیں اس سلسلے میں سفارشات تیار کریں

4۔ کمیشن کی سفارشات پر مشتمل ایک رپورٹ وفاقی حکومت کو پیش کی جائے گی جو اس مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے دونوں ایوانوں کے سامنے رکھے گی۔

5۔ کمیشن کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ جس حالے سے بھی مناسب سمجھیں اپنے کاروائی کرے اور اپنا طریقہ کار بنائے

6، تمام انتظامی اتھارٹیاں ادارے اور مقامی اتھارٹیاں کمیشن کی مدد کریں گی۔

7۔ حکومت پاکستان کی وزارت تعلیم کے مشن سے متعلق جب انتظامیہ امور کی ذمہ ذمہ دار ہوگی۔

**اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کیلئے 2002 کا صدارتی حکم نامہ:**

اقلیتوں (غیر مسلموں) کہ حقوق کے تحفظ کے حوالے سے ہر وقت میں اپنے دور حکومت میں مختلف احکامات کی ذریعے ہمیشہ اقلیتوں کے حقوق کا خیال رکھا ہے۔ حال ہی میں صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف میں اقلیتوں (غیر مسلموں) کی جائیداد کی تحفظ کے حوالے سے ایک صدارتی حکم نامہ جاری کیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اقلیتی کمیونٹی کی جائیداد کے تحفظ سے مراد ان کی مشترکہ استعمال کی چیزوں کا تحفظ ہے جبکہ اقلیتی کمیونٹی کا مطالبہ ہے کہ ان کے مشترکہ استعمال کی چیزوں کا تحفظ کی جائے کیونکہ ان کا دیرینہ مطالبہ ہے اور جناب صدر پاکستان مطمئن ہے کہ ایسا حالات پیدا ہوگئے ہیں ان کے خلاف فوری ایکشن لیا جائے۔ 14 اکتوبر 1999 کی امرجنسی کی نفاذ کی موجودگی میں اس صدارتی حکم نامے کو عارضی حکم نامہ نمبر 1990 روسے ترمیم شدہ عارضی ائین حکم نمبر 1990 کے ساتھ پڑھا جائے۔ مسلم آئین کی روسے اس سلسلے میں ان کے پاس تمام اختیارات موجود ہے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر مندرجہ ذیل آرڈی نینس کو بخوشی منظور کرتے ہیں

1 مختصر عنوان:. حلقہ نفاذ اور اطلاق یہ حکم نامہ اقلیتوں کی جائیداد کے تحفظ کا آرڈیننس کہلائے گا..2۔ پورے پاکستان پر لاگو ہوگا۔

3۔ یہ فوری طور پر قابل نفاذ ہوگا 4 یہ آرڈیننس اس جائیداد پر لاگو ہوگا جو اقلیتی کمیونٹیز کے مشترکہ استعمال میں آتی ہوگی۔

تعریف: آرڈیننس اس وقت تک ہوگا جب تک اس کے موضوع مواد کے بارے میں کوئی واضح مخالفت سامنے نہ آئے۔۔

## کمیشن سے مراد اقلیتیں قومی کمیشن

(ا) جائیداد سے مراد عبادت گاہ' جلسہ گاہ' پادری کا حجرہ ھندو دھرم۔ شالازہ دینی درسگاہ تدفین کی جگہ ہے کمیونٹی سنٹرز معاشرتی رفاعی ادارے, تعلیمی صحت اور تفریح سر گرمیوں کے مراکز جو کہ اقلیتوں کی مشترکہ استعمال میں ہوں اور اس میں شامل ارد گرد کی عمارتیں خالی جگہ اور عارضی رہائش جگہیں دفاتر وغیرہ اس مذکورہ جائیداد کے زمرے میں آتے ہیں۔

اقلیتی کمیونٹیز کی جائیداد کی تبادل اور فروخت پر پابندی:

1 وفاقی حکومت سے ان او سی لی بغیر اقلیتی کمیونٹی کی کسی قسم کی جائیداد نہ خریدی جائے گی نہ بیچی جائے گی اور نہ ہی منتقل کی جائیں گی بشر طیکہ یہ شرط استحداد پر لاگو نہ ہو گی جو کہ اقلیتی کمیونٹی کیلئے ہاؤسنگ سکیم کے تحت صوبائی اور وفاقی حکومت نے بیچنے فروخت کرنے یا منتقل کرنے کی اجازت دے رکھی ہو

کا اجراء N.O.C

سے مراد سپکشن جو کہ نیشنل کمیشن برائے اقلیتی امور کی سفارش پر وفاقی حکومت کی طرف سے جا سکتا ہے N.O.C.F

**حکم نامہ کا اطلاق:**

آرڈی نیشن کا وقف شدہ جائیداد پر اطلاق نہ ہو گا۔

ایکٹ آف ایکٹ 1975ء 197 اف 13 کے تحت اس آرڈی نینس کی کوئی بھی شق او قاف کی ٹرسٹ پراپرٹیز کے تحت وفاقی حکومت کے زیر اثر کسی بھی قسم کی وقف شدہ املاک پر اثر انداز نہ ہو گی

سزا: جو کوئی بھی اقلیتی کمیونٹی کے باہمی استعمال کے زمرے میں آنے والی کوئی جائیداد خریدنے, بیچنے یا منتقل کرنے کا ارتکاب کرتا ہے تو دفع تین کی خلاف ورزی کرتا ہے اس کی سزا سات سال تک قید ایک لاکھ روپے جرمانہ اور جائیداد کی فروخت یا منتقل قانونی طور پر موثر نہ ہو گی۔

**مشکلات کو دور کرنا:** اگر اس آرڈینس کے نفاذ میں کوئی بھی مشکل پیش آتی ہے تو وفاقی حکومت کوئی بھی حکم جاری کر سکتی ہے جو کہ اس آرڈیننس کی تضاد میں نہ ہو گا کہ وہ بھی صرف اس حالات میں ہو گا جب کسی مشکل کو ہٹانا ضروری ہو جائے گا

قانون سازی کا اختیار: وفاقی حکومت سرکاری گزٹ کی نوٹیفیکیشن کے تحت اس آرڈینس کے مقاصد کی تعمیر کیلئے قوانین بیان سکتی ہے(55) دسخط جنرل پرویز مشرف صدر پاکستان۔ مسٹر جسٹس منصور احمد سیکرٹری

## پاکستان میں اقلیتوں کو حاصل حقوق:

بر صغیر ہندو پاک کے لاکھوں مسلمان نے نعرہ بلند کیا کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے نہاں لا الہ الا اللہ' اور اس بات کو کون نہیں جانتا لاکھوں مسلمانوں نے اسی لاالہ اللہ کے لیے اپنی جانیں قربان کرتے ہوئے وطن عزیز حاصل کیا۔ یو دنیا کے خطے پر پاکستان ایک خالص نظریاتی ریاست کی حیثیت سے وجود میں آیا۔ دنیا کی دیگر نظریاتی ریاستوں کے برعکس ہمیں یہ فخر حاصل ہے کہ ہمارے وطن میں اقلیتوں کی جان و مال عزت و آبرو ہر طرح محفوظ ہے بلکہ انہیں تمام شہری اور سماجی حقوق بھی حاصل ہیں۔

یہ تو کے خلاف عصبیت نسل پرستی یا تنگ نظری کا کوئی شائبہ تک موجود نہیں بلکہ رواداری کے اسلامی روایت پاکستانی معاشرے میں پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہیں۔(56)

---

55 ۔ گزٹ آرڈیننس صدر، احکامات اور ضوابط، اسلام آباد ۲۲ جنوری ۲۰۰۲، ص ۲۴۔۲۵

56 ۔ محمد صدیق شاہ بخاری، رواداری اور پاکستان (لاہور: علم و عرفان پبلشرز، ۲۰۰۷)، ۱۳۹

## پاکستان میں اقلیتوں کو حاصل مذہبی حقوق:

پاکستان ایک خالص نظریاتی اسلامی ملک ہے پاکستان کے چودہ کروڑ سے زائد آبادی تقریبا تقریبا 97 فیصد مسلمان ہے جبکہ مختلف غیر مسلم مذہبی اقلیتیں بھی ایک مخصوص تعداد میں تقریب آبادی کے تین فیصد سوچا موجود ہیں ان غیر مسلم اقلیتوں میں سب سے بڑی اقلیت عیسائی ہے جو 1.55 فیصد ہے (57)

اگرچہ بعض اقلیتی افراد کو حکومت پاکستان سے شکوہ ہے کہ انکے حقوق تلف ہو رہی ہے لیکن اگر پاکستان میں اس بات کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ یورپین ممالک میں مختلف مذاہب والوں پر مختلف پابندیاں ہے لیکن پاکستان میں عیسائیوں کا رہن سہن زندگی کے ہر شعبہ میں آزادی حکومت پاکستان کو مذہبی رواداری اور حسن سلوک کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

مختصر یہ کہ اقلیتوں پر حکومت پاکستان کی طرف سے کوئی پابندی نہیں اس کا اعتراف خود اقلیت حضرات بھی کرتے ہیں ایک پاکستانی عیسائی انتھونی ڈی سوزا پاکستانی عیسائیوں کی آزادی کے بارے میں ان الفاظ میں روشنی ڈالتا ہے۔ خالص طور پر کیتھولک عیسائیوں کیلئے ایک مست بخش چیز یہ ہے کہ مذہبی جلوسوں میں اور عبادتوں شبیہوں کے استعمال میں رواداری کا برتا کیا جاتا ہے کیونکہ شبیہہ کا استعمال اسلامی نظریات کے بالکل مخالف ہے کیتھولک فرقے میں جزولاینفک ہے۔ پاکستان مذہبی آزادی کے قابل ذکر نمونہ ہے اور ان بتوں کے موسم کے استعمال پر کوئی پابندی نہیں لگاتا۔ (58)

انتھونی ڈی سوزا تعلیم اور طب کے میدان میں عیسائیوں کی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ عیسائی تاجر کا ملک تجارت میں اہم کردار ہے اور پورے ملک میں تجارتی زندگی کو ہر شعبے میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے آج کل ہر اچھے تجارتی ادارہ اور سکول میں ایسا ہی مردوں عورتوں کی انتظامیہ کے عہدوں پر دیکھا جاسکتا ہے پاکستان میں تمام غیر مسلم اقلیتوں کے ان کے تمام بنیادی انسانی اور مذہبی حقوق کو حاصل ہیں یہ حقوق صرف آئین اور دستور میں درج ہی نہیں کیے گئے بلکہ عملا معاشرتی طور پر غیر مسلم اقلیتیں ان سے مستفید ہو رہی ہیں۔ اپنی تعداد صلاحیت اور ضرورت کے مطابق زندگی کے ہر شعبے میں عیسائی اقلیت اپنا کردار ادا کر رہی ہے ان کی حقوق مراعات کبھی بھی ضبط اور سلب نہیں کیے گئے زندگی کے ہر میدان میں ان کو دیئے گئے مندرجہ ذیل مکمل حقوق کا خلاصہ ہیں۔

## مذہبی عبادت گاہوں کی تعمیر و حفاظت:

مذہبی حقوق کے حوالے سے پاکستان میں اقلیتوں کے مذہبی عبادت گاہوں کی تعمیر و تحفظ ان میں ہونے والی مذہبی رسومات عبادات کی مکمل اجازت ہے یہ وہ حق ہے جو کسی بھی اقلیت کو سب سے زیادہ عزیز اور لازم ہوتا ہے آئین پاکستان کے رو سے مذہبی عبادت گاہوں کی تعمیر کی اجازت حاصل کرنے سے لیکر ان کی عملی تعمیر تک تمام سرکاری عمل اتنا شفاف آسان اور باعزت ہے کہ آج تک کسی اقلیتی طبقے کو اس حوالے سے کوئی خاص شکایت نہیں ہوئی یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ عبادت گاہوں کی تعمیر صرف اقلیتی اکثریت کے آبادی کے علاقوں میں ہی جائز ہے تاہم ایک اضافی رعایت اس آبادی کو بھی حاصل ہے کہ جن علاقوں میں مذہبی عبادت گاہیں تعمیر ہیں اور کسی وجہ سے مقامی اقلیتی آبادی وہاں سے نقل مکانی کر چکی ہو اسلامی تعلیمات کی رو سے ان کو منہدم نہیں کیا جائے گا الا یہ کہ اقلیتی ادارے اور مشیر، خود ایسا کرنا چاہیں تو جائز ہے (59)

**تبلیغ کی اجازت:** پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کو عملا اپنے حلقے مذہب میں اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کا مکمل موقع حاصل ہے

---

57 ۔ احمد جمیل ، سیاسیات، ۱۸۶

58 ۔ پاکستان میں مسیحیت، مسلم اکیڈمی، ص ۳۲۰

59 ۔ جائزہ انسانی حقوق، ص ۲۶، ۲۷

(1) ایک شکل یہ ہے کہ غیر مسلم اقلیت خود اپنی آئندہ نسلوں کو اور اپنے عوام کو اپنے مذہب کی تعلیم دے اس کا حق انہیں پاکستان میں حاصل ہے

(2) دوسری شکل یہ ہے کہ یہ لوگ تحریر یا تقریر کے ذریعے سے اپنے مذہب کو دوسروں کے سامنے پیش کرے اور اسلام سمیت دوسرے مسلکوں سے اپنی اختلاف کو بیان کریں اس کی بھی اجازت حاصل ہے لیکن اسلامی ریاست میں رہتے ہوئے کسی مسلمان کو اپنا دین تبدیل کرنے کی اجازت نہیں

(3) تیسرا شکل یہ ہے کہ کوئی شخص کوئی بھی غیر مسلم مذہبی گروہ اپنے مذہب کی بنیاد پر ایسا تحریک چلائے جس کی غرض سے یہ نہ ہوں کہ ملک کا نظام تبدیل ہو کر اسلامی اصولوں کی بجائے اس کے اصول پر قائم ہو جائے ایسی تبلیغ کی اجازت غیر مسلموں کو حاصل نہیں۔ تاہم ائین پاکستان کے رو سے یہ امر لازم ہے کہ کوئی بھی مشیزی، فرد اور ادارہ کسی مسلمان کو تبدیلی مذہب کی دعوت نہیں دے سکتا یہ ایک ایسا اصولی اور فطری موقف ہے کہ علم دانش اور عقل و شعور کی دنیا کا کوئی عام فرد بھی اس سے اختلاف نہیں کر سکتا لیکن پاکستان میں موجودہ اقلیت مسلمانوں کو مذہبی تبلیغ کرتی ہے جس کی خبر اکثر و بیشتر اخبارات میں آتی ہے علاج اور امداد باہمی کے پردوں میں غریب اور کم پڑھے لکھے مسلمانوں کو دین اسلام سے ہٹا کر عیسائی بنا رہے ہیں یہ تاثر کسی لحاظ سے بھی درست نہیں۔

اس سلسلے میں سید ابوالاعلی مودودی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جہاں تک غیر مسلموں کی تبلیغ کا معاملہ ہے اس کے بارے میں یہ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ جب تک ہم بالکل خودکشی کے لیے ہی تیار ہو نہ جائیں ہمیں یہ حماقت نہیں کرنی چاہیے ہم اپنے ملک کے اندر ایک طاقتور اقلیت پیدا ہونے دے جو غیر ملکی سرمایہ سے پرورش پائے عیسائی مشیزیوں کو یہاں مدارس اور ہسپتال کھول کر مسلمانوں کے ایمان خریدنے کی کوشش کرنے اور مسلمانوں کی نئی نسل کو اپنی ملت سے بیگانہ کرنے کی کلی اجازت دینا میرے نزدیک قومی خودکشی ہے۔(60)

### غیر مسلموں کی مذہبی عبادت گاہ میں تقریر کی آزادی:

مذہبی عبادت گاہوں میں ان کی سروس اور دیگر مذہبی رسومات کی ادائیگی جیسی جلوس کی قیادت عوامی اور سیاسی حلقوں میں اقلیتوں کی نمائندگی جیسی بنیادی آزادیاں اس اقلیت کو حاصل ہیں کسی مذہبی عہدے دار کی موت معزولی استعفیٰ کے بعد نئے منصب دار کی تقریر کا سارا عمل پاکستانی عوام اور حکومت کی مدد سے بالکل ماورا مبرّا ہے اسی طرح سیاسی عہدیداروں کی معزولی استعفیٰ کے بعد اقلیتی آبادی ہی اپنے نئے منصب دار اور نمائندے کو اپنے متفقہ آزادانہ رائے سے منتخب کرتی ہے یہ عمل سرکاری غیر سرکاری نیم سرکاری اور مذہبی مداخلت سے مکمل طور پر الگ رہتا ہے تاہم ان عہدوں پر منعقد ہونے والے الیکشن کے سرکاری اخراجات حکومت برداشت کرتی ہے(61)

### پاکستان میں اقلیتوں کو حاصل سیاسی حقوق

دنیا بھر میں روز بروز اکثریت اور اقلیت کے تعلقات کار کی اہمیت میں اضافہ ہو رہا ہے ماضی میں جمہوریت کی تعریف کچھ یوں کی جاتی رہی ہے کہ یہ ایسا نظام جس میں عوام کی اکثریت کے منتخب نمائندگان اقلیت پر حکومت کرتے ہیں یا پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جمہوریت عوام کی وہ حکومت ہوتی ہے جسے عوام ہی منتخب کرتے ہیں اور عوام اس کو چلاتے ہیں مگر آج کل کی دنیا میں جمہوریت کی تعریف بھی تبدیل ہو رہی ہے اور اب یہ کہا جاتا ہے کہ جمہوری نظام حکومت ہے جس میں حکومت تو اکثریت کی رائے کی بنیاد پر بنتی ہے لیکن یہ حکومت اس بات کی پابند ہوتی ہے کہ اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت بھی کریں تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا میں جب سے انسانی حقوق کی اہمیت میں اضافہ ہو رہا ہے اس وقت سے بہترین نظام حکومت ہی اس کو قرار دیا جاتا ہے جس میں اقلیتیں خوش و خرم زندگی گزاریں اور ان کی سیاسی معاشی اور مذہبی حقوق کا خیال رکھا جائے۔(62)

---

60 ۔ جائزہ انسانی حقوق ص ۲۷

61 ۔ نظریہ پاکستان اور اقلیتیں ص ۲۹۶۔۲۹۷

62 ۔ روزنامہ جنگ، سہیل وڑائچ نوری، ۲۳ نومبر ۲۰۰۳

**پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کیا جا رہا:** ثناء اللہ کی چھٹی برسی کے موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی کی مرکزی مجلس عاملہ کے رکن سینیٹر ملک حاکمین خان نے کہا کہ حکومت غیر مسلم اقلیتوں کہ حقوق اور مفادات کی تحفظ کا عہد کئے ہوئے ہیں اور حال ہی میں میرے غیر مسلم اقلیتوں کو دہرے ووٹ کا جو حق دیا گیا ہے اسی عہد کا اظہار بھی واضح رہے کے اقلیتی ووٹروں کو دوھرے ووٹ کا حق دینے کا فیصلہ موجودہ حکومت کی وفاقی کابینہ نے کیس اور اس کے مطابق ابھی بھی قانون سازی نہیں ہوئی ہے (63)

**پنجاب غیر مسلم اقلیتی برادری کے مسائل حل کرنے میں سنجیدہ ہے جانسن مائیکل:** پنجاب اسمبلی کے اقلیتی رکن اور وزیر اعلی پنجاب کے مشیر تجارت جنسن مائیکل نے بہاولپور میں اقلیتی تنظیموں کے نمائندوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت اقلیتی برادری کے مسائل حل کرنے میں سنجیدہ ہے ان کا معیار زندگی بلند کرنا چاہتی ہے پنجاب بھر میں ضلعی سطح پر اقلیتی کونسلوں کا قیام عمل میں لایا گیا ان کونسلوں کو معیاری اور مسلمانوں کے لیے جامع منصوبہ بندی کی گئی ہے عملی طور پر ریاست پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کو جو سیاسی حقوق حاصل ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہیں،،(64)

**1۔ دوہرے ووٹ کا حق:** پاکستان غیر مسلم اقلیتوں کو دہرے ووٹ کا حق حاصل ہے یعنی ایک اقلیتی فرد غیر مسلم ہونے کے ناطے اپنے مذہب امیدوار کو بھی دے سکتا ہے اور اپنے حلقے کے ناطے مسلم امیدوار کو بھی ووٹ دینے کا حق رکھتا ہے یہ ایک ایسا حق ہے جو پاکستان کے مسلم اکثریتی آبادی کو بھی حاصل نہیں مسلم اقلیتی آبادی اپنے اس حق سے پوری طرح مستفید ہو رہی ہے اس بنا پر ان کی اثر رسوخ، اہمیت اور ان کی آراء قدر قیمت میں اضافہ ہوا ہے اس کے حق کی وجہ سے غیر عیسائی اور مسلم امیدوار بھی عیسائی ووٹرز کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں ان کے مسائل میں زیادہ دلچسپی لیتی ہے ان کے علاقوں میں زیادہ ترقیاتی کام کرواتے ہے فنڈز اور گرانٹ ان کیلئے زیادہ منظور کراتے ہیں اور ان رقوم کا بروقت اور درست استعمال غیر مسلم اقلیتوں کے حق میں اس لیے کیا جاتا ہے کہ وہ دوہرے ووٹ کا حق رکھتے ہیں۔

دوہرے ووٹ کہ اس ایک حق تمام سیاسی معاشی اور معاشرتی فوائد غیر مسلم اقلیتوں کو پہنچائے۔ یہ ایسے ثمرات ہیں شہباز مسلم ووٹرز بیان سے محروم رہتے ہیں۔

**(1) قومی وصوبائی اسمبلیوں میں مخصوص نشتیں:** قومی اور صوبائی اسمبلی میں غیر مسلموں اقلیتوں کی درج ذیل تعداد میں خصوصی نشستوں کا حق حاصل ہے۔ قومی اسمبلی کی دس اقلیتی نشستوں میں سے چار نشستیں عیسائیوں کیلئے مخصوص ہیں۔ صوبائی اسمبلی میں بھی سب سے زیادہ نشستیں عیسائی اقلیت کے لئے ہیں جس کی صوبہ وار تعداد مندرجہ ذیل ہیں۔ پنجاب میں 8۔ سندھ میں 9 خیبر پختونخوا میں 3۔ بلوچستان میں 3۔

اسمبلی کسی بھی جمہوری ریاست کا قانون ساز پالیسی ساز مرکزی اور بنیادی ادارہ ہے ہر طرح کے فیصلے یہاں کی جاتی ہیں پوری ریاستی زندگی میں اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں اس قدر اہم اداروں میں عیسائی اقلیت کی درج بالا مخصوص نشستوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائی اقلیت دستوری اور عملی لحاظ سے پاکستان میں مکمل طور پر آزاد اور خود مختار ہے انہی میں تمام سیاسی اجتماعی اور سیاستی حقوق حاصل ہے یہاں تک کہ آپ نے درج بالا مخصوص ممبران اسمبلی کی وجہ سے اپنے متعلق ہونے والی قانون سازی اور فیصلوں میں خود حصہ لیتے ہیں اور مجموعی طور پر مسلم آبادی سے متعلق بنائی گئی پالیسی اور قانون میں بھی بالواسطہ کی رائے شامل ہوتی ہے اقلیتوں کی مخصوص نشستوں کی بنا پر اقلیتوں کو سیاسی حقوق اور تحفظات حاصل ہوتے ہے انہیں برابر کے شہری کا درجہ ملتا ہے ملکی وسائل پر ان کی جائز حقوق کا تعین ہوتا ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ خود کو دنیا کا سب سے بڑا جمہوری ملک کہلانے والے برطانیہ کی دارالعلوم میں صرف ایک مسلمان کو ممبر شپ دی گئیں اور دنیا کے بیشتر عیسائی ملکوں میں مسلمان کو اسمبلی کی رکنیت کا حق حاصل ہی نہیں۔

---

63۔ روزنامہ ڈان، ۲۴ مئی: ۱۹۹۴

64۔ کلام حق، (گوجرانوالہ، تعمیر انسانیت، ۲۰۰۹)، ص ۱۹

**(3) آرٹیکل 106:** صوبائی اسمبلیوں میں بلوچستان پنجاب صوبہ سرحد اور سندھ کیلئے نصف نشستوں میں اضافہ کیا جائے گا ان اسمبلیوں میں اقلیتوں (غیر مسلموں) کیلئے نشستیں مخصوص کی جائیں گی' تشریح۔ جہاں پر اقلیتوں کیلئے صوبائی سطح پر ان کی کم تعداد ہونے کی وجہ سے نشستیں مخصوص نہیں کی گئی وہاں پر ان کیلئے نشستیں مخصوص کی جائیں گی۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 51 اور 106 میں نیشنل قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے ممبران کی مخصوص سیٹوں کی خاطر بڑی وضاحت سے غیر مسلموں کے لئے مینارٹی استعمال کیا گیا ہے(65)

51. آرٹیکل قومی اسمبلی میں 10 نشستوں کا اضافہ کیا جائے گا اور یہ ان لوگوں کے لئے محفوظ کیا جائے جن کا ذکر دفع 106 کی شق 3 میں کیا گیا ہے۔[66] عیسائی۔4۔ ہندو اور شیڈ ولڈ کاسٹ 4۔ سکھ بدھ اور پارسی دیگر غیر مسلم 1۔ قادیانی احمدی یا لاہوری گروپ 1

**(4) خصوصی اقلیتی وزارت کا قیام:** پاکستان میں اقلیتوں کی سیاسی حقوق اور وقار کا اس قدر لحاظ رکھا جاتا ہے اور اسے اہمیت دی جاتی ہے کہ مملکت پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کی الگ سے مرکزی وزارت قائم ہے اور اب صوبائی سطح پر صوبہ سرحد ان کی الگ وزارت کا قیام عمل میں آچکا ہے پاکستان میں مختلف غیر مسلم اقلیتی شخصیات اس وزارت کے عہدے پر قائم رہی ہے جن میں جناب جی سالک راناچندر سنگھ وغیرہ وغیرہ۔ مرکزی سطح پر ایک اقلیتی وزارت کا قیام اور ان وزارتوں میں اقلیتی افراد کا بطور وزیر کا تقرر، اس بات کا بین ثبوت ہے کہ موجودہ حکومت نے حال ہی میں اپریل 2006 میں اقلیتی امور کے وزیر مشتاق احمد پیٹل نے اپنے عہدے کا حلف اٹھایا پاکستانی حکومت اور عوام کے ان جزبات اور عملی رویوں کا ثبوت ہے جو اقلیتوں کے متعلق عمومی طور پر اور عیسائیوں کے متعلق خصوصی طور پر ان کے حقوق و مراعات کے حوالے سے پایا جاتا ہے۔ وزارت کسی بھی سیاسی نظام میں ملکی اور قومی سطح پر ایک بنیادی اکائی ہوا کرتی ہے الگ وزارت کا قیام کوئی سرسری و نمائش قسم کا سیاسی کام نہیں ہوا کرتا ہے بلکہ یہ ایک ایسی کسوٹی ہوتی ہے جس سے کسی بھی ملک و قوم کا عملی رویہ اقلیتوں کے بارے میں پایا جاسکتا ہے اس لحاظ سے ملک پاکستان میں اقلیتوں کی الگ وزارت کا قیام اور ان پر اقلیتی وزیر مقرر ہونا ایک ایسا معیار ہے جو اسلامی اصولوں کے ساتھ ساتھ موجودہ مسلمہ بین الاقوامی سیاسی کلچر سے پوری طرح مربوط ہے۔

صوبہ سرحد میں اقلیتی امور کی الگ وزارت:

صوبہ سرحد میں پہلی بار اقلیتی امور کی الگ وزارت قیام کیا گیا ہے جس کے قیام کا سہارا بالفاظ رپورٹر کا تھولک نقیب سیٹھ بہاری لعل کے سر ہے۔ جنہوں نے اپنی انتھک جدوجہد سیاسی بصیرت اور تجربہ کو بروئے کار لاتے ہوئے اس مقصد میں شاندار کامیابی حاصل کی اور اقلیتی عوام کو ایسا حق دلایا کہ جس سے وہ قیام پاکستان سے لے کر آج تک محروم تھے۔(67)

**خصوصی مشاورتی مراعات:** زندگی گوناگوں مسائل کا ایک ایسا مجموعہ ہے کہ جس میں بعض حالات میں ایسی صورت پیدا ہو جاتی ہے کہ رسمی اور عمومی اداروں کے ساتھ ساتھ اس صورتحال سے نمٹنے کیلئے خصوصی اقدامات اور فیصلے کرنے پڑتے ہے ملک کے میں ایسا پیدا ہونے والی خصوصی حالات میں اکثر اوقات عیسائی برادری کو اعتماد میں لیا جاتا ہے مسائل کے حل میں ان سے خصوصی مشاورت کی جاتی ہے خاص طور پر مذہبی حساس معاملات میں دیگر مسلم اقلیت کے جذبات کا خیال رکھا جاتا ہے حدود آرڈیننس احترام رمضان آرڈیننس کے نفاذ کے موقعوں پر غیر مسلم اقلیتوں کو کبھی حق تلفی اور شکایت کا موقع نہیں ملا یہاں تک کہ توہین رسالت سے متعلق قانون سازی میں بھی عیسائی اور دیگر غیر مسلم اقلیت کے حقوق کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

**حقوق کے تلفی کیلئے عدالتی چارہ جوئی کا حق:** حقوق و مراعات کا شعبہ ایک ایسا نازک اور حساس شعبہ ہے کہ جس میں حقوق دینے والوں کے مابین اکثر و بیشتر بدگمانی کی شکایت اور شکوک جنم لیتے رہتے ہیں اور جب یہ صورتحال حد سے تجاوز کر جائے تو بات عدالتی کاروائی تک پہنچ جاتی ہے تاریخ میں

---

[65] ۔ دستور پاکستان، ۲۷۲

[66] ۔ دستور پاکستان، ۲۰۷

[67] ۔ پندرہ روزہ کا تھولک نقیب مارچ ۱۹۹۸

ایسا بہت کم ہو کہ کسی اقلیت کو اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا ہو تاہم آئین اور دستور کی رو سے غیر مسلم یہ حق اقلیتوں کو حاصل ہے کہ اگر وہ کسی پالیسی اور فیصلے کو اپنی بنیادی حقوق خلاف سمجھتے ہیں تو اس حق تلفی کے ازالے کیلئے عدالت سے مدد لے سکتے ہیں عدالت میں ان کے خلاف کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جاتا انہیں بھرپور انصاف دیا جاتا ہے۔

**مقامی حکومتوں میں نمائندگی کا حق:** مقام اور بلدیاتی حکومت نظام مرکزی اور صوبائی جمہوری نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے'' چونکہ جمہوری نظام میں نچلی سطح کی قیادت ابھرتی ہے اس تناظر میں دیکھا جائے تو پاکستان میں مقامی حکومت کے قیام میں بھی عیسائی اقلیت کو آبادی کی مناسب سے نمائندگی کا پورا حق ہے آئین اور دستور کی رو سے تو یہ حقوق درج ہے لیکن عملی اعتبار سے بھی اس کی زندہ مثال ہے پاکستان میں ہر طرف دیکھی جاسکتی ہے دنیا بھر کا میڈیا پریس ہیومن رائٹس تنظیم پر اس بات پر متفق ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ غیر مسلم اقلیتوں کو بھی اس بات کا اطمینان حاصل ہے کہ نمائندگی کا حق انہیں حاصل ہے۔

**اقلیتی کمیشن کا قیام:** غیر مسلم اقلیتوں کو اپنے حقوق کے تحفظ کیلیے حکومت پاکستان نے انہیں ایک اقلیتی کمیشن قائم کرنے کی اجازت دی ہے غیر مسلم اقلیتوں کے مسائل کا جائزہ لے کر ان کے حل کیلئے تجاویز اور سفارشات پیش کرنا یہ تیرہ رکنی کمیشن سرکاری اور غیر سرکاری اراکین پر مشتمل ہے جن میں 7 اراکین مختلف غیر مسلم مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔(68)

**سیاسی اجتماعات کے مراعات:** کسی بھی باشعور اور مہذب معاشرے میں تمام طبقات کی تمام حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے انہیں حقوق میں سیاسی اجتماع کا حق بھی شامل ہے سیاسی اجتماع کا حق فرد اور جماعت کا بنیادی حق ہے لیکن یہ شرط ہے کہ اس رعایت کو باطل طریقے سے استعمال نہ کی جائے کہ جس سے دوسروں کے حقوق تلف ہوں یا امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوتا تاہم قانونی اور عملی سطح پر جہاں تک عیسائی اقلیتوں اجتماعات کا تعلق ہے ان کے اس حق پر نہ کبھی پابندی لگائی گئی اور نہ کبھی محدود کیا گیا خاص طور پر الیکشن کے دنوں میں اس حق کا بھرپور اظہار دیکھنے کو ملتا ہے خصوصی نشستوں ضمنی انتخابات میں بھی عیسائی اقلیت کو کنونسنگ اور دیگر سیاسی اجتماعات کی اجازت ہوتی ہے اس حق کے عملی دنیا میں انھیں بہت سے فوائد ملتے ہیں وہ اپنی آزادانہ رائے سے اپنے نمائندوں کو منتخب کرتے ہیں۔[69]

**مسیحی مجلس عمل:** مسیحی مجلس عمل کا قیام ایوب آمریت کے خلاف ذوالفقار علی بھٹو کی تحریک کے دوران لاہور میں عمل میں آیا ہم عمانوایل ظفر ایڈوکیٹ اس کے بانی تھے اس مجلس کے قیام کا مقصد مسیحی حقوق کی بحالی کے لیے جدوجہد کرنا۔ یہ تحریک ایوب خان کے بعد یحییٰ خان کے دور اور 1970 کے انتخابات تک پھیل گئی۔ اس نے مسیحیوں کی تنظیموں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کی تحریک چلائی اور خود ایک معاہدہ کے تحت پاکستان مسیحی لیگ میں ضم ہو گئی۔ پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کو حاصل سیاسی حقوق کے حوالے سے حکومت پاکستان جس طرح پاکستان کے مسلم شہریوں کو قرآن وسنت اور دستوری مملکت کی روشنی میں حقوق کی ادائیگی کر رہی ہے اسی طرح پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کو آزادی تحریری و تقریری حق رائے دہی اور دہرے ووٹ کا حق، قومی و صوبائی اسمبلیوں میں مخصوص نشستیں اقلیتی امور کی علیحدہ وزارت کا قیام، مقامی حکومتوں میں نمائندگی کا حق، حق احتجاج سیاسی، سماجی و ثقافتی تنظیموں کے بنانے کی مکمل آزادی جیسے حقوق حاصل ہیں دیئے گئے حقوق کا بہ نظر غائر جائزہ لیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کی سیاسی حقوق اور وقار کا اس قدر لحاظ رکھا گیا ہے تمام اقلیتیں سیاسی اعتبار سے پاکستان میں مکمل طور پر آزاد اور خود مختار ہے۔ انہیں تمام سیاسی اجتماعی اور ریاستی حقوق حاصل ہے بلکہ یہ کہنا بجا ہے کہ دنیا کا سب سے بڑا جمہوری ملک کہلانے کے دعویدار برطانیہ کے

---

[68] ۔ عالم اسلام اور عیسائیت، ۲۵

[69] ۔ عالم اسلام اور عیسائیت، ۲۵

دارالعلوم میں سے ایک مسلمان کو ممبر شپ دی گئی اس کے علاوہ دنیا کے بیشتر عیسائی ملکوں میں مسلمانوں کو اسمبلی کے رکن کا حق تک حاصل نہیں اس کے مقابلے میں اگر دیکھا جائے تو پاکستان کی قومی اسمبلی میں غیر مسلم اقلیتوں کو 23 نشستیں حاصل ہیں۔(70)

**خلاصہ بحث**

انسانی معاشرے کے ارتقا میں رواداری کا عنصر بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ رواداری پر مبنی معاشرہ تمدنی، تہذیبی ترقی کے مراحل بہ آسانی طے کر سکتا ہے۔ اگر معاشرہ باہم دست و گریباں ہو تو اس معاشرہ کا انجام انتہائی بھیانک ہوتا ہے۔ مذہب کی جڑیں معاشرہ میں تہہ در تہہ ہوتی ہیں۔ معاشرہ کے اندر اجتماعیت کے فروغ کے لیے مختلف مذاہب اور کسی ایک مذہب کے اندر وحدت، یگانگت اور رواداری کا ماحول پیدا کرنا ضروری ہے۔ مذہبی رواداری سے مراد یہ ہے کہ دوسروں کے عقیدے، مذہب اور احساسات کا احترام کیا جائے۔ تحملِ برداشت، ہم آہنگی اور رواداری کا ماحول پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اپنے عقائد و خیالات، افکار کو دوسروں پر مسلط نہ کیا جائے۔ زبردستی دوسروں کو اپنے مذہب میں داخل کرنے کی سعی نہ ہو۔ دوسروں کے عقائد پر علمی تنقید اس انداز سے ہو کہ وہ اختلاف رائے سے آگے عداوت میں نہ تبدیل ہو جائے۔ ایک دوسرے کے مذہبی پیشواوں اور معبودوں کو برا بھلا نہ کہا جائے۔ ان کی تحقیر نہ کی جائے۔

ایک دوسرے کی مذہبی مقدس کتابوں کی تحقیر نہ ہو، ان کا احترام کیا جائے۔ ایک دوسرے کی مذہبی عبادت گاہوں کے تقدس کا خیال رکھا جائے۔ ہر شخص کو کسی بھی عقیدے، مذہب اور فکر کو اختیار کرنے میں آزادی حاصل ہو۔ مذہب کے نام پر قتل و غارت گری اور بنیادی انسانی حقوق معطل نہ ہوں۔ فقہاے اسلام نے صلحاً فتح ہونے والی قوموں کے متعلق کسی قسم کے تفصیلی قوانین مدون نہیں کیے بلکہ قرآن وحدیث کو بنیاد اور قاعدہ بنا لیا۔ دور نبوی کے واقعات، حالات اور خلفاے راشدین کے دور حکومت کو سامنے رکھتے ہوئے اقلیتوں کے لیے آسانی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے کیونکہ اہل ذمہ اسلامی ریاست میں اپنے فرائض سرانجام دیں گے تو وہ ان کے مقابلے میں کچھ حقوق کے مستحق ہو جائیں گے۔ فقہ کی کتابوں میں اہل ذمہ کے حقوق کی مناسبت سے ایک جملہ اکثر بولا جاتا ہے: لَہُم مَالَنَا وَعَلَیہِم مَا عَلَینَا (جو کچھ ہمارے حقوق ہیں، وہی ان کے ہوں گے اور جو ہمارے واجبات ہیں، وہی ان کے ہوں گے)۔

انتظامی نوعیت کے مسائل کے لیئے انتظامیہ کو نہایت موثر اور فعال کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے اور اس نوع کے مسائل کا حل اسی صورت ممکن ہے کہ خود اسے بھی اقلیتوں کے حقوق سے متعلق شعور ہو اور اسلامی تعلیمات سے بھی آگاہی حاصل ہو۔ اس کے بغیر نہ تو سماجی اور مذہبی سطح پر رواداری پیدا کرنے کا خواب پورا ہو سکتا ہے اور نہ حیرت انگیز مواد اور تقریروں پر پابندی عائد کی جا سکتی ہے۔ غیر مسلم اقلیتوں میں بھی حقوق سے متعلق شعور کی کمی ہے اور اسلامی تعلیمات سے آگاہی نہیں ہے۔ اگر وہ غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق سے متعلق اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہوں تو وہ کبھی یہ نہیں کہیں گے کہ شریعت کی فرماں روائی کی صورت میں ان کے مذہبی اور شہری حقوق پامال ہوں گے اور وہ دوسرے درجے کے شہری بن کر رہ جائیں گے، بلکہ وہ شرعی قوانین کے نفاذ میں ہی اپنے حقوق کا تحفظ سمجھیں گے۔ وہ نکات جو علمی اور فکری لحاظ سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں ان پر ہر دور میں فکری مباحثہ ہوتا رہا ہے اور اس حوالہ سے عہد رسالت اور خلفاے راشدین کے نظام کے زیر اثر دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ ان کا رویہ اور ان کے بنیادی حقوق کی پاسداری ایک مثالی طرز عمل رہا ہے۔ علما اور فقہاء نے مذہبی رواداری سے مراد یہ لیا ہے کہ دوسروں کے عقیدے، مذہب اور احساسات کا احترام کیا جائے۔ کیوں کہ تحمل، برداشت، ہم آہنگی اور رواداری کا ماحول پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اپنے عقائد و خیالات، افکار کو دوسروں پر مسلط نہ کیا جائے۔ زبردستی دوسروں کو اپنے مذہب میں داخل کرنے کی سعی نہ ہو۔ دوسروں کے عقائد پر علمی تنقید اس انداز سے ہو کہ وہ اختلاف رائے سے آگے عداوت میں نہ تبدیل ہو جائے۔ ایک دوسرے کے مذہبی پیشواوں

70 ۔ پاکستان اور اقلیتیں، ۴۵۵

اور معبودوں کو برا بھلا نہ کہا جائے۔ ان کی تحقیر نہ کی جائے۔ ایک دوسرے کی مذہبی مقدس کتابوں کی تحقیر نہ ہو، ان کا احترام کیا جائے۔ ایک دوسرے کی مذہبی عبادت گاہوں کے تقدس کا خیال رکھا جائے۔ ہر شخص کو کسی بھی عقیدے، مذہب اور فکر کو اختیار کرنے میں آزادی حاصل ہو۔ مذہب کے نام پر قتل و غارت گری اور بنیادی انسانی حقوق معطل نہ ہوں۔ فقہاے اسلام نے غیر مسلم اقلیتوں کے متعلق تفصیلی قوانین کے لیئے قرآن وحدیث کو بنیاد بنایا۔ دور نبوی کے واقعات، حالات اور خلفاے راشدین کے دور حکومت کو سامنے رکھتے ہوئے اقلیتوں کے حقوق کا تعین کیا ہے۔ انہی تعلیماتs تعلیمی نصاب میں سمونے اور اس کے مطابق طلباء کی ذہن سازی کی ضرورت ہے۔

## تجاویز اور سفارشات

پاکستان میں بالخصوص اور دیگر اسلامی ممالک میں ریاستی سطح پر الگ وزارت اقلیات ہونی چاہیے۔ اقلیتوں کے معاملات و تنازعات کے لیے ایسے جج اور قاضی ہوں جو ان کی مذہبی تعلیمات سے اگاہ ہوں اور ان کی روشنی میں فیصلے کریں۔ ان کے لیے الگ درسگاہیں موجود ہوں جہاں وہ اپنے عقیدے کے مطابق اپنی نئ نسل کو زیور تعلیم سے اراستہ کر سکیں۔

اقلیتوں کے حقوق اور تحفظ کے جب ہم بات کرتی ہیں تو اس کے لیے ایک کمیٹی ہونا چاہئے تاکہ بروقت ان کی مسائیل حل کریں اگر پاکستان کو ترقی دینا ہے تو دستور پاکستان میں عمل کرنا ضروری ہیں اور ان میں جن حقوق کا ذکر ہوا چاہی اقلیت کے حوالہ سے ہو یا مسلمانوں کے حوالہ سے ان کو عملی شکل دینا ضروری ہیں۔ جہاں پر بھی اقلیت کمیونٹی ہے وہاں پر ان کے تحفظ لازمی قرار دیا جائے جس طرح اسلام آباد میں ہے۔ پاکستان کو مظبوط بنانا ہیں تو مذھبی حقوق کو ترجیح دینا ضروری ہو گا۔ مذھبی انتہا پسندی کو ختم کرنا چاہیے۔